جس کا جوھوتا ھے رکھتا ھے اُسی سے نسبت
زین البرکات فی مناقب
اہلِ بیت
تحریر
زینتِ اھلِ سنت، محقق اسلام پیرِ طریقت،
حضرت علامہ صاحبزادہ
سید
دامت برکاتہم العالیہ
محمد زین العابدین شاہ راشدی
باھتمام
حاجی محمد عبدالرزاق قادری
ادارہ: زین الاسلام
آستانہ قادریہ شاھی بازار ایڈوانی گلی حیدرآباد سندھ
پوسٹ کوڈ 71000

جس کا جو ہوتا ہے رکھتا ہے اُسی سے نسبت

زین البرکات

فی

مناقب اہل بیت

تحریر

حضرت علامہ صاحبزادہ سید پیر طریقت، زینت اہل سنت، محقق اسلام

محمد زین العابدین شاہ راشدی

دامت برکاتہم العالیہ

باھتمام

حاجی محمد عبدالرزاق قادری

ادارہ زین الاسلام

آستانہ قادریہ ابڑوانی گلی شاہی بازار حیدرآباد سندھ پوسٹ کوڈ 71000

سلسلہ اشاعت نمبر 5

☆ نام کتاب : زین البرکات فی مناقب اہل بیت

☆ نام مؤلف : صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

☆ کمپوزنگ : محمد ذیشان (اورینٹ کمپوزنگ سینٹر گاڑی کھاتہ حیدر آباد)

☆ پروف ریڈنگ : محمد فیاض بھٹی قادری

☆ ناشر : ادارہ زین الاسلام حیدر آباد حیدر آباد

☆ اشاعت اوّل : ایک ہزار (جون 2010ء)

☆ ہدیہ : 100/= روپے

......ملنے کا پتہ......

☆ مکتبہ غوثیہ عسکری پارک پرانی سبزی منڈی کراچی۔

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور۔

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

☆ مکتبہ سخی سلطان چھوٹکی گھٹی حیدر آباد۔

☆ جامع مسجد روشن چھوٹکی گھٹی حیدر آباد۔

☆ راجپوت ٹریڈرز، رحمانیہ مسجد کالی موری حیدر آباد۔

☆ صدیقی دواخانہ پاکستان چوک لاڑکانہ۔

☆ محمد شہباز بھٹی 371 بلاک تھری سی ٹو گرین ٹاؤن لاہور 0300-4499427

فہرست مضامین

هدیہ نعت

جان ودلم فدائے جمالِ محمد است　　خاکم نثارِ کوچہ آلِ محمد است

دیدم بعین قلب وشنیدم بگوشِ ہوش　　در ہر مکاں فدائے جمالِ محمد است

ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ خدا دہم　　یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

ایں آتشم ز آتش مہرِ محمدی است

ویں آبِ من ز آبِ زلال محمد است

سیدۃ النساء اہل الجنۃ رضی اللہ عنہا

مَریم ازیک نِسبتِ عِسیٰ عزِیز
باسہ نِسبت حضرتِ زَہرا عزیز

نُور چشمِ رَحمۃ لِّلعَالَمِین
آں امام اوّلین و آخرِین

بانُوئے آں تاجدار ھَل اَتیٰ
مُرتضیٰ، مشکل کُشا، شیر خُدا

مادرِ آں قافلہ سالارِ عِشق
مادرِ آں مرکز پرکارِ عشق

حکیم الامت علامہ اقبال

شانِ نبی وآلِ نبی

رضائے حق ہے رضائے نبی و آلِ نبی
وِلائے حق ہے ولائے نبی و آلِ نبی

وَمَا رَمَیۡتَ کو پڑھ کر یہ راز فاش ہوا
لِقائے حق ہے، لقائے نبی و آلِ نبی

انہیں کے گھر میں ہی نازل ہوا کلام اللہ
انہیں کے گھر سے ہدایت ملی، جسے بھی ملی

نجات انہیں سے ہے وابستہ بحرِ ظلمت میں
بغیر اِن کے نہ کشتی کوئی بھی پار ہوئی

صداقت اور عدالت انہیں پہ ہے نازاں
امامت اور ولایت کے ہیں مدار یہی

گواہ اِن کی طہارت پہ آیہ تطہیر
نشان اِن کی شہادت سے کربلا کی گلی

سیادت اِن کی مُسلّم ہے دونوں عالم میں
غلام اِن کے ہیں شاہ و گدا، فقیر وغنی

شجاعت اِن کی ہے ضرب المثل زمانے میں
لقب انہیں کا ہے شیر خدائے لم یزلی

سخاوت اِن کی، خدا کی قسم کہ کیا کہنا
''نہیں'' تو ان کی زبان سے نہیں کسی نے سُنی

ہیں علم ظاہر و باطن کے بحر بے پایاں
خدا نے اِن کو سمجھائے ہیں رازہائے خفی

نہیں جو ان سے تعلق تو ''فیض'' کچھ بھی نہیں
کہ دین اِن کے سوا ہے تمام بُولہبی

☆☆☆☆

جگر جب چاک شب کا ہو تو ہوتی ہے سحر پیدا

از: شارح اقبال عالم و شاعر مولانا محمد سلطان صاحب خوشتر فیضی

خطیب جامع مسجد یسین آباد کراچی

دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی اعتبار سے زندگی کا ایک فکر لائحہ عمل رکھتا ہے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی لگن میں مگن رہتا ہے تاوقتیکہ وہ اس میں کامیاب ہو جائے وہ لائحۂ عمل بعض اوقات حصولِ دولتِ دنیا، اقتدار و شہرت یا جاہ و حشم ہوتا ہے۔ جو صرف اس دارِ فانی تک محدود ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات فکرِ آخرت کے تحت فوز و فلاحِ عقبٰی کے پیشِ نظر ہوتا ہے جو سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے۔

ایسے امور کیلئے رب العزت اپنے بندوں میں سے بعض نفوسِ قدسیہ کو چُن لیتا ہے جو دینِ مصطفوی کی ترویج و اشاعت اور فروغ کیلئے مخلص ہو کر اپنے کو وقف کر دیتے ہیں، اور شبانہ روز مصروف بکار ہو جاتے ہیں، انہیں نہ گرمی کی حدت کا احساس ہوتا ہے نہ سردی کی شدت کی پرواہ، وہ سفر و حضر کی صعوبتوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اور متوکل علی اللہ ہو کر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتے بلکہ جرأت رندانہ اور ہمتِ مردانہ سے محنتِ شاقہ کو اپنے مقاصد کے حصول میں کامرانی کا راز سمجھتے ہیں۔

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے

اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

انہیں مردانِ خود آگاہ وخدا مست میں سے ایک حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد زین العابدین شاہ الراشدی القادری زید لطفہ ہیں جو دنیا فراموش، حق نیوش اور ہمہ تن گوش ہو کر فروغِ شرع و دین کیلئے دن رات مصروفِ عمل ہیں۔ کئی کتب ورسائل کے مصنف ہیں جو اپنے اسلاف واکابرین کی سوانحِ حیات کو یادِ رفتگان کے طور پر جمع کرتے ہیں اور طباعت واشاعت میں خطیر رقم خرچ کرتے ہیں، بے لاگ محبت اور انتہائی خلوص سے بے لوث ہو کر اپنے بزرگوں کی سیرت مبارکہ کو اکٹھا کرتے ہیں اور پھر جانفشانی وعرق ریزی سے تحقیق وتدقیق کرتے ہیں۔ بسوں، ٹرینوں اور گاڑیوں میں کوفت اٹھانے کے باوصف دشت وصحرا میں پاپیادہ سفر کی اذیت بھی برداشت کرتے ہیں۔

حقیقت ہے کہ اس مصروف ترین زندگی میں وقت نکالنا، خود کو پیش کرنا، دین اور دین والوں کی خاطر جانکاہ تگ ودو کرنا کسی عظیم جذبۂ ایثار وقربانی سے کم نہیں ہے جبکہ فکر معاش بھی دامنگیر ہو اور اہل وعیال کی کفالت بھی اور گھر بار کی دوری کتنا کٹھن اور ہوش ربا مرحلہ ہے۔ یقیناً ایسی مخلص اور پاکیزہ ہستیاں کرۂ ارض پر خال خال پیدا ہوتی ہیں۔

جگر جب چاک شب کا ہو تو ہوتی ہے سحر پیدا
صدف کی روح کھنچ جائے تو ہوتا ہے گہر پیدا
مجھے معلوم ہے خوشتر کہ صدیوں کے تائفر سے
کلیجہ پھونک کر کرتی ہے فطرت پاک بشر پیدا

کسی سینہ میں جب دلِ بینا کو عصرِ حاضر کے علماء ومشائخ کی بے حسی

اور پژمردگی کا شدت سے احساس ہو تو کروٹ کروٹ اضطرابی کیفیت اسے بے چین کیے دیتی ہے تو اس کا نہ دل سکون پاتا ہے نہ آنکھ سوتی ہے۔

مجھ میں فریاد جو پنہاں ہے سناؤں کس کو
تپشِ شوق کا نظارہ دکھاؤں کس کو

برقِ ایمن مرے سینے میں پڑی روتی ہے
دیکھنے والی ہے جو آنکھ کہاں سوتی ہے

تاہم دین کی غیرت وحمیت اور ملت کا درد بھی ہر کہ ومہ کو نصیب نہیں ہوتا یہ انہیں کا حصہ اور حوصلہ ہوتا ہے جسے مشیتِ ایزدی مختص کرلے۔

واللہ یختص برحمۃ من یشاء
(اللہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مختص کرلے)

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیاد

حضرت قبلہ راشدی صاحب نسبی طور پر ارفع و اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہیں یعنی امام علی رضا، امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر اور یادگار کربلا سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد امجاد میں سے ہیں اور سلسلہ قادریہ کی اس شاخ سے فیض یاب ہیں جن مشائخ قادریہ نے مذکورہ ائمہ اہل بیت سے بھی فیوض وبرکات حاصل کیے۔ اس بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ ائمہ اہل بیت سے دونوں طرف نسبی وکسی طرح سے فیضیاب ہیں۔ آپ لحمی جسمی طور پر ہی ائمہ اہل بیت سے فیضیاب نہیں بلکہ ان کے فکر وفلسفہ کے امین

بھی ہیں۔ آپ ائمہ کرام کی تعلیمات کا پرچار کرنے والے صحیح طور پر ان کے جانشین بھی ہیں۔ آپ کی تالیف لطیف ''زین البرکات فی مناقب اہل بیت'' اہل بیت کرام کی عظمت ومحبت کا ایک خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی صحیح طرح کی محبت اور احترام کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضرت قبلہ مولانا سید محمد زین العابدین راشدی القادری زید مجدہ کیلئے دُعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے محبوب علیہ السلام کے تصدق ان کے پختہ عزائم، جواں ہمتی اور بلند حوصلوں کو مزید مستحکم اور مضبوط بنائے، ترویجِ دین اور اشاعتِ اسلام میں ان کی مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور دارین کی فوز وفلاح اور سعادت سے نوازے اور ان کے **ادارۂ زین الاسلام** کو دن دونی رات چوگنی ترقیاں عطا فرمائے۔

مخیّر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ ادارۂ زین الاسلام حیدرآباد کے ساتھ بھرپور تعاون فرما کر عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوں۔

والسلام مع الاکرام

ناچیز خوشتر فیضی

25 ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

12 مارچ 2010ء

بروز جمعۃ المبارک

خطیب اہلسنت جناب پروفیسر ذوالفقار علی قادری

خطیب جامع مسجد برکات مدینہ گرین ٹاؤن لاہور

اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی الہ وصحبہ وبارک وسلم

زیرِ نظر کتاب ''زین البرکات فی مناقب اہل بیت'' پیر طریقت حضرت مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی قادری دامت برکاتہم القدسیہ (زیب آستانہ عالیہ قادریہ کراچی) کے جواہر قلم کا نتیجہ ہے۔ عصر حاضر میں امت مسلمہ پر ایک احسان عظیم کیا ہے کہ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی آل کے مناقب وفضائل پر ایک مدلل کتاب تحریر فرمائی کیونکہ لوگ اس طرف دھیان ہی نہیں دیتے اور ایسا کرنے والا قیامت کے دن اعمال کے باوجود حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ قبلہ شاہ صاحب نے جس کمال نظاقت و لطافت سے حضور اکرم ﷺ کے خانوادوں کی برکات اور عظمت وسعادت کو بیان فرمایا ہے اس سے دوسرا پہلو ہمارے سامنے یہ واضح ہوتا ہے کہ جو دل گمراہی کا مرکز بن چکا ہے حضور اکرم ﷺ کی آل کی عترت کا صدقہ اس کو ہدایت ملے گی۔ اس عظیم تصنیف پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے دربار عالیہ سے موصوف کو اجر عظیم ملے گا۔

دعا ہے کہ حضرت قبلہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی قادری مدظلہ العالی کے علم وعمل میں خداوند تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔ آمین

پروفیسر ذوالفقار علی

تحریک منہاج القرآن لاہور

10 مئی 2010ء

نشانِ منزل

رئیس التحریر ادیب شہیر حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری صاحب

خطیب جامع مسجد ظفریہ مرید کے ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہایت ایمان افروز، روح پرور اور دلکش کتاب مستطاب ''زین الاصفیاء فی زیارۃ المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شاد کام ہوا۔ جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت خوب اور بے حد محبوب ہے کیونکہ اس عدیم المثال تحریر نے بکثرت اکابر امت کی ان ثقہ روایات کو یکجا کر دیا ہے جنہیں عالم خواب یا بیداری میں محبوب اعظم حبیب اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ اس کتاب کو منصہ شہود پر لانے کا باعث بھی ایک عجیب سی کتاب بنام ''زیارت نبی بحالت بیداری'' از عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ جو دراصل قلمی ڈکیت تھا، اس نے ہمارے اکابر کے واقعات کے پردہ میں اپنے نام نہاد علمائے سو کی حکایات بھی درج کی ہیں جس کے ذریعے اس نے ایسے منافقین ''ذیاب'' فی ثیاب '' کے متعلق بھی اگل دیا کہ انہیں بھی خوابوں میں زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتی رہی جب کہ عنوان بحالت بیداری ہے۔

تاہم زیارت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے مستفیض ہونے والوں کے بارے

میں اگر یہ بھی تحریر کر دیا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے غلط عقائد سے توبہ کر لی تھی تو بات بن جاتی مگر وہ تو بلا توبہ اس سے پہلے ہی اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکے تھے جن کے عقائد فاسدہ پر علمائے حق انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے تھے۔

صاحب تصانیف کثیرہ، زینت اہل سنت، پیر طریقت، حضرت مولانا پیر سید محمد زین العابدین شاہ راشدی قادری مدظلہ العالی (زیب آستانہ عالیہ قادریہ ملیر کراچی) نے بڑے احسن پیرائے میں ان کا تعارف بھی کرا دیا ہے اور اولیائے امت مصطفویہ جنہیں مخبر صادق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زیارت کی نعمت عظمیٰ سے نوازا ہے۔ انہیں حضرت قبلہ پیر صاحب نے باحوالہ نقل فرما کر کتاب کے وزن ووقار میں بڑا اضافہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ حضرت پیر صاحب مدظلہ بکثرت کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں جن سے نہ صرف خواص بلکہ عوام بھی بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ آپ کے قلم فیض رقم کو مزید تابناک بنائے اور آپ کی قلمی علمی تاریخی اصلاحی رفاہی اور روحانی خدمات جلیلہ کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

امین ثم امین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وبارک وسلم

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ — فقط

9 اپریل 2010ء — محمد منشا تابش قصوری

جمعۃ المبارک — مرید کے

☆☆☆☆☆☆☆☆

انتساب بحضور جناب

ان کا سایہ اِک تجلی اُن کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

کتاب ''شان اہل بیت'' کو جانِ نثار آل رسول، فدائے اہل بیت، عاشق مصطفیٰ، عارف باللہ، غوث الزماں، تاج العارفین، فقیہ الاعظم، امام المیر اث، بحر العلوم والفیوض، امام اہل سنت، جامع شریعت وطریقت حضرت علامہ مفتی خواجہ محمد قاسم المشوری قُدس سرہ النورانی بانی: جامعہ عربیہ قاسم العلوم، درگاہ مقدس حضرت مشوری شریف (لاڑکانہ، سندھ) کے حضور پیش کرتا ہوں۔

گر قُبول اُفتد زھے عزّو شرف

آپ کا وجود مسعود اہل سنت وجماعت احناف پر بارانِ رحمت کی طرح تھا، آپ کی پُر نور صورت پاک کے مشاہدہ سے باطن کی گرہیں کُھل جاتی تھیں، منٹوں میں مقامات طے ہوجاتے تھے، آپ کے ظاہر کی کشش اور باطن کے تصرف کا یہ حال تھا کہ طالبان حق سُرعت سے واصل باللہ ہوتے۔ وجاہت وروحانی دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ صاحب اقتدار بیروکریٹ بھی سر جھکادیتے تھے، بڑے بڑے پُر جوش خطیب، ولولہ انگیز واعظ بھی خدمت میں زبان کھولنے سے پہلے بار بار سوچتے تھے۔ دیکھنے کی تاب

کہاں، آنکھ ملانے کی ہمیت کسے، کیونکہ آپ ہمیشہ ذات حق کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔

حضرت، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات کی معرفت اور اس کے جلال اور جمال کے نور میں مستغرق رہنے کی وجہ سے اس کے قریب اور مقرب ہو چکے تھے۔ ایسے نفوس قُدسیہ اپنے قلب اور قالب میں اپنی خواہش سے تصرف نہیں کرتے بلکہ رب تعالیٰ کی مرضی اور منشاء سے تصرف کرتے ہیں۔

دل نُور، جگر نُور، زبان نُور، نظر نُو ر

مثنوی مولانا روم اور شاہ جو رسالو کے نہ صرف حافظ بلکہ عظیم شارح بھی تھے، جس کی تلاوت سے قلوب واذہان کو مصفیٰ ومجلیٰ فرمایا کرتے تھے۔ جس بھی بستی میں قدم رنجہ فرمایا وہاں کی کایا ہی پلٹ گئی، بے شمار نفوس آپ کی نظر کرم سے راہ راست پر آگئے، گمراہ بے دین صراط مستقیم پر لگے، ہندو غیر مسلم دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ ۹۴ سالہ عمر مبارکہ میں ضعیفی ونحیفی کے باوجود ذکر شریف (ذکر جہر) کا پانچ ہزار بار ورد روزانہ فرمایا کرتے تھے۔

سو واری تارے چکمن پئے، سو واری شبنم ڈھلکے پئی
جنھاں نے تینوں دیکھ لیا اوہ نظراں کتھے نہ ٹھر دیاں

(پنجابی)

حضرت عارف کامل شاہ بھٹائی قدس سرہ نے سندھی میں فرمایا:

پیاد ڈٹن حرام ای در جنین دیکھو!

اگرچہ ۱۹۹۰ء میں آپ نے آغوش ”رحمتِ یزداں“ میں پردہ فرمایا لیکن آج بھی آپ کی شفقت، محبت اور نُور بھری، سرکار کا نورانی چہرہ آنکھوں سے اوجھل نہیں اور

نہ رہے گا کیونکہ یہی تو میری اندھیری قبر کا توشہ ہے، اسی روشنی سے اپنی قبر میں چراغاں ہوگا۔

اے ہم نفساں ز محفل مار فتید ولی نہ از دل ما

یعنی اے میرے ہادی ورہنما! آپ ہماری محفل سے تشریف
لے گئے ہیں لیکن ہمارے دلوں سے نہیں گئے ہیں۔

آج بھی ہماری محفلیں خاص ہوں یا عام آپ ہی کے ذکر سے معمور ہیں، ہمارے دلوں اور محفلوں کی آپ ہی جان ہیں۔ حقیقت میں آپ سے نہ آج بچھڑے ہیں اور نہ کل جدا ہوں گے۔ حشر کے روز آپ ہی کی دستگیری میں جنت کو چلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وہ خود تشریف فرما ہیں میرے گھر
بتا اے خوش نصیبی کیا کروں میں!

طالب نگاہ کرم

فقیر زین العابدین راشدی قاسمی

غفر لہ الهادی

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اہل بیت کرام/ سادات عظام کی محبت سرمایہ افتخار ہے اور اثاثہ عظیمہ ہے۔

الحمدللہ ! اہل سُنت و جماعت کے قلوب حُبّ اہل بیت سے لبریز ہیں۔
ہمارے سندھ (باب الاسلام) کے ان پڑھ دیہاتی بھی سادات کرام کی عزت واحترام دل و جان سے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اہل سندھ کو حب اہل بیت ورثے میں ملی ہوئی ہے پیدائشی گھٹی میں پلائی گئی ہے کیونکہ سلف الصالحین فدا کار اہل بیت تھے۔
سادات کرام کو سندھ میں جس قدر عزت واحترام سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ سید صاحب کسی شخص کے گھر پر آجائے تو عید سعید کا روز تصور کیا جاتا ہے۔
آپس کی ناراضگیوں میں سید صاحب کو ثالث مقرر کیا جائے تو برسوں کی نفرتیں محبت میں تبدیل ہوجاتی ہیں، قصاص معاف ہوجاتا ہے۔ سادات کرام پر کیونکر نہ جان نچھاور کی جائے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہے، پیغمبر اسلام کی عترت ہیں، نبی آخر زماں کی ذریت ہیں، امام الاولین وآخرین کی آل پاک ہیں، اور انہیں کی سرسبز شاخ کے پھول ہیں۔

بیرون سندھ میں مخصوص لوگ اللہ والے (واصل باللہ) احترام سادات بجالاتے ہیں، اکثر علماء ومشائخ بھی اس سعادت سے محروم ہیں اور عوامی سطح پر بھی یہ جذبہ سرد پایا جاتا ہے اسی لئے سیدزادی کا نکاح کرنا انہیں سہل لگتا ہے۔ جبکہ سندھ کے معاملات اس کے برعکس ہیں یہاں پر مشائخ مقربین، علماء ربانیین کے علاوہ عوامی سطح پر

کسان مزدور بھی حُبّ اہل بیت سے سرشار اور احترام سادات میں سر بہ خم رہتے ہیں جس کی مثال درج ذیل ہے:

سید مطلبی فرید آبادی کی روایت ہے کہ (بھارت سے) کراچی آتے آتے جب ملتان کے اسٹیشن پر ان کی گاڑی رُکی تو سامنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے بے پناہ جھرمٹ میں ایک صاحب انہیں نظر آئے صاف سفید کپڑے قیمتی شال کاندھے پر اور صوفیانہ عمامہ سر پر بندھا۔ انہیں شک گذرا، اُتر کو جو دیکھا تو فرید آباد کا میراثی نکلا۔ شبراتی نام تھا"۔ (ماہنامہ ساقی کراچی شاہد دہلوی نمبر ۱۹۷ء)

اہل سندھ کی "حبّ اہل بیت" ضرب مثل تھی اسی لئے میراثی سیّد بن کر سندھ میں نزول کر رہے تھے کہ انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جائے گا۔

اہل سندھ کو حُبّ اہل بیت کا درس صوفیائے کرام کی پاکیزہ صحبت کا مرہون منت سمجھا جائے، جنہوں نے سندھ میں محبت کے چراغ روشن کئے اور انہیں چراغوں سے چراغ جلانا چاہتے ہیں، اُسی محبت کو عام کرنا چاہتے ہیں، اسی جذب و کیف کی مستی کو دلوں میں مچلتے دیکھنا چاہتے ہیں، اِسی الفت کا چرچا ہر سُو دیکھنا چاہتے ہیں، گلی گلی، کوچہ کوچہ، بستی بستی وہی محبت کے مینار قائم کرنا چاہتے ہیں۔

اگرچہ وہابیت کی وبا اور مغربی تعلیم کی یلغار جب سے سندھ میں وارد ہوئی ہے تب سے "ناموس سادات" متاثر ہے۔ جو حضرات سادات کرام کی عزت و احترام سے صرف نظر کرتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب "مناقب اہل بیت" مینارہ نور ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

بڑے شہروں کے عوام تو عوام علماء ظاہر بھی سادات کرام کو وہ مقام نہیں دیتے جس کے وہ حقدار ہیں، وہ مرتبہ نہیں دیا جاتا جو انہیں رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے عطا فرمایا۔ جب علماء کا یہ حال ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا؟ " انا للّٰہ و انا الیہ راجعون " دلوں میں عظمت سادات اُجاگر کرنا، محبتِ اہل بیت کے چراغ روشن کرنا، علماء کرام و خطباء مساجد کا اولین فریضہ ہے۔

بعض مولوی صاحبان سادات کے گھروں میں بغیر پردہ کے آنا جانا بھی روا رکھتے ہیں، اگر وہ مغربی تہذیب کی یلغار کے سبب اپنے مقام و مرتبہ سے غافل ہیں تو علماء کو چاہیے کہ انہیں متوجہ کریں گذشتہ تاریخ یاد دلا کر انہیں غفلت کی نیند سے بیدار کریں۔

اسی طرح سیدزادی کا نکاح غیر سید کے ساتھ بڑے شہروں میں فیشن بن گیا ہے۔ بعض لوگ کسی کے سمجھانے میں آجاتے ہیں تو اطمینان قلب کے لیے کسی دار العلوم سے رجوع کرتے ہیں لیکن وہاں کے بعض خشک دماغ بے دھڑک جواز کا فتویٰ دے کر ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کو بے ادبی پر دلیر بنا دیتے ہیں۔

بتائیے! وہ علماء جن کو سادات سے کوئی محبت نہیں وہ "عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہلانے کے کب حقدار ہوں گے؟

جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت والفت ہوگی وہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی سچے عاشق ہونگے اور ایسے "عملی محبّ" آج بھی دنیا میں موجود ہیں، دنیا خالی نہیں۔ بعض علماء اہل سنت نے حُب اہل بیت کو اجاگر کرنے کے لیے کتابیں تصنیف و تالیف فرمائی ہیں ان میں سے بعض کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱) احیاء المیت بفضائل اهل بیت .... امام جلال الدین سیوطی

۲) برکات آل رسول .... امام یوسف بن اسماعیل نبہانی

۳) کواکب السعادات فی مناقب السادات........مولانا قاضی ہدایت اللہ ثمیاری

۴) الکلام المقبول فی طہارت نسب رسول........مفتی احمد یار خان نعیمی

۵) اعلمواولادکم محبت آل بیت نبی......ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی جدہ، مطبوعہ جدہ، حجاز مقدس

۶) معالم العترۃ النبویۃ........حافظ ابو محمد عبدالعزیز بن الاخضر

۷) فضائل الخمسہ........الفیر وز آبادی

۸) نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار........شیخ مومن بن حسن شافعی

۹) ذخائر العقبیٰ........علامہ محب الدین طبری

۱۰) ریاض النضرہ........علامہ محب الدین طبری

۱۱) جواہر العقدین فی فضل الشرفین........علامہ سید نورالدین علی المسھودی ۹۱۱ھ

۱۲) الصواعق المحرقۃ........امام احمد بن حجر ھیتمی مکی ۹۷۴ھ

۱۳) خصائص امیر علی بن ابی طالب........امام ابو عبدالرحمٰن احمد نسائی شافعی

تحقیق وتخریج احمد میر بن البلوشی مکتبہ معلا الکویت ۱۹۸۶

دل نے چاہا مذکورہ علماء کرام کی پیروی میں حب اہل بیت سے لبریز آیات، احادیث اور واقعات کو ترتیب دے کر ایک مختصر رسالہ اردو میں تیار کروں جو کہ آج کے معاشرے میں حب اہل بیت کا جذبہ اجاگر کر سکے۔ اور اس میں علماء و مشائخ و عوام اہل سنت کے وہ مثالی واقعات و تاریخ ساز حکایات درج کیے ہیں جن سے ان کی حب اہل بیت کی عملی تصویر سامنے آتی ہے۔ قال و حال میں بہت بڑا فرق ہے۔ بیان کرنا آسان، عمل کرنا نہایت مشکل اور بعض مرتبہ انتہائی مشکل ہے۔ شیعہ ذاکرین مجلس امام میں اہل بیت کی باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن کر کے دکھانا مشکل کام ہے، وہ اپنے قبیل سے ایسے انمول واقعات پیش کرنے سے قاصر ہیں جن کو فقیر نے اہل سنت و جماعت کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ یہ صرف واقعات نہیں بلکہ پس منظر میں روشن کردار ہیں

جنہوں نے زندگی بھر حبّ اہل بیت کا عملی درس دے کر اپنے کرداروں کو ہمیشہ کے لیے زندہ وتابندہ بنادیا۔

اگر کسی مخیر نے معاونت کی تو اس رسالہ کو مفت میں تقسیم کرنے کا ارادہ نیک رکھتا ہوں تا کہ حب اہل بیت کے پیغام کو عام کرنے کے سبب حضور اکرم نور مجسم شمس ہدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے جگر گوشے نور نظر اور سادات حسینی کے جداعلیٰ، امام اہل بیت، پیکر تسلیم و رضا، سراپا صدق وصفا، کان صبر، مخزن فیوض و برکات سیدالاولیاء، سندالکاملین، مصدر حکمت، یادگار کربلا زین العارفین حضرت سیدنا الساجدین علی المعروف امام زین العابدین ابن امام حسین ؓ کی خاص نظر کرم کا مستحق ٹھہروں، اور اسی مقصد کے لئے یہ ناچیز کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فقیر کی اس سعی کو قبول فرما کر حب اہل بیت عام کرنے کا ذریعہ اور میرے لئے توشہ آخرت بنائے آمین۔

قدر والے جانتے ہیں عزّو شان اہل بیت

طالب نگاہ کرم	۱۸ر ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ
سید محمد زین العابدین راشدی	۲۲ر جنوری ۲۰۰۳ء
سنی حنفی قادری قاسمی	
کراتشی	

حُبِ اہل بیت

اکابر اہل سنت کی زندگیاں حُب اہل بیت سے بھرے ہوئے جاموں کی طرح لبریز تھیں۔ امام عرب شیخ فلسطین علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ الاقدس حُب اہل بیت کا درس یوں دیتے ہیں فرمایا:

اُمور دینیہ اور عقائد اسلامیہ میں سے اہم ترین عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرشتے اور رسول سے افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء تمام آباء سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہر اولاد سے اشرف واعلیٰ ہے کیونکہ ان کا حسب ونسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرف منسوب ہیں اور تمام لوگوں سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (نسبی طور پر) قریب ہیں۔

اس میں بھی شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ مقلد ہو یا مجتہد اور "جس قدر یہ محبت کامل ہوگی، ایمان کامل ہوگا" اور جس قدر یہ محبت ناقص ہوگی ایمان بھی ناقص ہوگا، جو شخص اس محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا اور منافق ہے۔ وہ حضرات جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبی رشتہ رکھتے ہیں مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء کرام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد ان کی محبت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی محبت ہے۔

اولاد اطہار اس امت کی برکت ہیں اور ان کے غموں کی سیاہی دور کرنے

والی ہے لہٰذا ہر دور میں ان کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے جن کے طفیل اللہ تعالیٰ لوگوں سے بلائیں دور کرے، جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے باعثِ امن ہیں، اہل بیت زمین والوں کے لیے باعثِ امن ہیں، ان کا جو ہم زمان خوشنما الفاظ میں ان کی محبت کا دعویٰ کرے اور اعمال صالحہ کے دلائل قائم نہ کرے تو اس کا دعویٰ فاسد ہے باطل ہے اور زیور صحت سے عاری ہے۔ (برکات آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ ۲۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔ قُلْ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی (پ۲۵ شوریٰ:۲۳)

ترجمہ: تم فرمادو میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہاں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں سے محبت رکھو۔

امام جلال الدین سیوطی نے دُرِ منثور میں اور بہت سے دیگر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کے وہ کون سے رشتے دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا: ''علی، فاطمہ اور ان کی اولاد''۔ (دُرِ منثور۔ برکات آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ ۲۱۹)

۲۔ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً (پ۲۵ شوریٰ:۲۳) ترجمہ: جو شخص نیکی کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آلِ پاک کی محبت ہے۔

انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں روزی عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب مجھ سے اور میری محبت کے سبب میرے اہل بیت سے محبت رکھو''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

''اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا ہوگا''۔

امام طبرانی وغیرہ راوی ہیں کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بندہ (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے اپنی جان سے، میری اولاد کو اپنی اولاد سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے، میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ جانے''۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

رحمت دو جہاں، شفیع عاصیاں، فخر عالمیاں، باعث تخلیق کون و مکان حضور پرنور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے اہل بیت اور میری امت سے ان کے محبّ حوضِ کوثر پر (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان دو اُنگلیوں کی طرح ایک ساتھ وارد ہوں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے گا، ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا، اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہٴ قدرت میں میری جان ہے ہمارا حق پہنچانے بغیر کسی بندے کا عمل اسے فائدہ نہ دے گا''۔

ابنِ نجار اپنی تاریخ میں حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کی محبت ہے۔

امام دیلمی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

تم میں سے پل صراط پر بہت زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جسے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب سے شدید محبت ہوگی۔ (برکاتِ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۲۴)

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلَّمَ

اہل بیت سے محبت کس کی خاطر؟

عرب کے نامور محقق عالم، شیخ سید زین بن سمیط شافعی اپنی کتاب میں روایت نقل فرماتے ہیں: ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے محبت کرو اس لیے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو محض خدا کی خاطر اور میرے اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی خاطر۔ (مسائل کثر حولها النقاش و الجدل صفحه ۵۱ مطبوعه کویت)

اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین اچھی عادتوں کی تربیت دو۔

☆ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت

☆ اہل بیت سے محبت اور

☆ قرآن مجید پڑھنے کی۔

(جامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۔ مسند الفردوس لدیلمی۔ کنز العمال۔ علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صفحہ ۲۴)

میرے بعد خیال رکھنا، کس کا؟

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری بات اپنی زبان مبارک سے فرمائی وہ یہ تھی "اخلفو نی فی اھل بیتی" میرے بعد میرے اہل بیت کا خیال رکھنا۔

(طبرانی. مسائل کثر حولھا النقاش و الجدل صفحہ ۵۲)

سادات کو ستانا، حضور کو ستانا ہے

طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا:

اس قوم کا کیا حال ہوگا؟ جو میرے ذوی الانساب اور قریبی رشتوں کے حوالے سے مجھے تکلیف پہنچاتی ہے۔ خبردار! جس نے میرے اقرباء اور اہل بیت کو تکلیف پہنچائی بے شک اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔

دیلمی نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے اہل بیت کے حوالے سے مجھے تکلیف پہنچائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا سخت ترین عذاب ہوگا"۔ (مسائل کثر حولھا النقاش والجدل صفحہ ۵۵ مطبوعہ کویت)

سادات کا مخالف، منافق ہے

ملاّ نے اپنی کتاب السیرہ میں یہ مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہم اہل بیت سے متقی مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرسکتا اور بد بخت منافق کے سوا ہم سے کوئی بغض وعداوت نہیں رکھ سکتا"۔

سادات کا مخالف، جہنمی ہے

طبرانی اور حاکم نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اگر کوئی آدمی رکن یمانی (حرم) اور مقام ابراہیم کے درمیان اپنا ٹھکانہ بنالے اور وہیں نمازیں پڑھ پڑھ کر اور روزے رکھ رکھ کر مرجائے مگر اس کے دل میں آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض وعداوت ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائیگا۔ (ایضاً)

دعا رد ہونے کا ایک سبب

دیلمی نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الدعا محجوب حتیٰ یصلی علیٰ محمد و آل بیته .

جب تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی اہل بیت پر درود شریف نہ پڑھا جائے آدمی کی دعا عرش سے ادھر چھپی رہتی ہے یا قبولیت سے محروم ومحجوب رہتی ہے۔ (ایضاً)

قرآن اور اہل بیت

ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان سے چمٹے رہے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک مربوط ومضبوط ہے اور میری اولاد جو میرے اہل بیت بھی ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر آ کر مجھ سے ملیں گے، اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو"۔

(جامع ترمذی مناقب اہل بیت النبی)

اہل بیت کشتی نوح کی مثل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بلاشبہ تمہارے لیے میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جو اس سے (نفرت کے سبب) پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ تمہارے لیے میرے اہل بیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ یعنی باب مغفرت کی سی ہے، اس میں جو بھی داخل ہو گیا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسائل کثر حولھا النقاش والجدل مطبوعہ کویت)

سادات کو بروز قیامت حضور کی نسبت کام آئے گی

اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ساری صحیح احادیث ہیں کہ اہل بیت کرام/ سادات کرام کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت (نسبی و حسبی) ان کے لیے دنیا اور آخرت میں نفع بخشنے والی اور مفید و مؤثر ہے۔ ان میں سے ایک وہ روایت ہے جسے امام احمد اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے ناگوار کرتی ہے وہ مجھے بھی ناگوار کرتی ہے اور جو چیز اسے مسرت و فرحت بخشتی ہے وہ مجھے بھی خوشگوار کرتی ہے، قیامت کے دن سارے رشتے ختم ہو جائیں گے، سوائے میری قرابت (رشتہ داری) اور میرے خاندان واسطے اور میرے دونوں اطراف کے سسرالی رشتوں کے (سببی نسبت سے مراد ان غلاموں کا تعلق ہے، جو آپ کے آزاد کردہ تھے)۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاندانی نسبت دنیا و آخرت میں نفع بخش ہے، ان میں سے ایک آپ کا یہ قول ہے، جسے ابن عساکر نے حضرت عمر

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: کل نسب و صهر ینقطع یوم القیامة الانسبی و صهری ۔ قیامت کے دن تمام آبائی نسبتیں اور سرالی رشتے ختم ہو جائینگے، سوائے میرے خاندانی اور سرالی رشتے کے۔ (ایضاً)

براز، طبرانی اور دوسرے محدثین نے ایک طویل روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس قوم کا انجام کیا ہوگا جو یہ سمجھتی ہے کہ میری قرابت کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی، بے شک قیامت کے دن تمام سببی رشتے (آزاد کردہ غلاموں کے رشتے) اور نسبی (خاندانی) رشتے ختم ہو جائیں گے سوائے میرے نسبی اور سببی رشتوں کے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میرے ساتھ خاندانی تعلق کی نسبت دنیا اور آخرت میں لازوال اور غیر منقطع ہے اسے کوئی بھی ختم نہیں کر سکتا"۔ (ایضاً)

امام احمد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم کا انجام کیا ہوگا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت ان کی قوم کو قیامت میں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی، ہاں اللہ کی قسم! میری قرابت دنیا اور آخرت میں زندہ اور موجود رہے گی۔ جو کبھی نہیں کٹ سکتی اور اے لوگو! میں حوض کوثر پر تمہارے لیے توشہ آخرت بن کر انتظار کروں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الانساب تنقطع یوم القیامة غیر نسبی

میرے نسب کے علاوہ تمام خاندانی رشتے قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔

(مسند احمد المستدرک للحاکم جلد ۳ صفحہ ۱۵۸، اتحاف السائل صفحہ ۶۳ امام عبدالرؤف المناوی)

شفاعت سب سے پہلے، کن کے لیے ہوگی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

سب سے پہلے جن کی شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ "الاقرب فالاقرب" قریش وانصار (صحابہ) سے پھر اہل یمن سے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی پھر تمام اہل عرب پھر عجمی لوگ اور سب سے پہلے جن کی میں شفاعت کروں گا وہ "اُولو الفضل" ہوں گے۔

(طبرانی فی الکبیر۔ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ صفحہ ۴۷)

ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پنجتن پاک

پنجتن کے معنی ہیں پانچ افراد اور ان سے مراد حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حسنین کریمین، سید فاطمہ زہرا اور حضرت علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور آیت تطہیر:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

ان پانچ مقدسین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس میں "وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ۝" موجود ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کر کے خوب پاکیزہ کر دے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ آیت پنجتن (خمسہ) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ میری شان میں، علی ؓ کی اور حسن وحسین ؓ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں۔ اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والو! تم سے ہر قسم کی ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے"۔

(ابی جعفر محمد بن جریر طبری (التوفی ۳۱۰ھ) جامع البیان فی تفسیر القرآن مطبوعہ مصر جلد ۲۲ صفحہ ۵)

شیخ الحدیث علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب خود اپنی زبان مبارک سے "خمسہ" کا لفظ فرمادیا اور خمسہ سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لیے تفصیل ارشاد فرمادی اور صاف صاف اظہار فرمادیا کہ آیۃ تطہیر کا شان نزول یہ پانچ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا، تو اب اس کے بعد کسی شقی القلب کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ (پنجتن کا تصور مشرکین سے لیا گیا ہے) ان کو پاک کہنا جائز نہیں اور پنجتن آیۃ تطہیر میں داخل نہیں، دربار رسالت سے بغاوت اور اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے؟ **نعوذ باللہ من ذالک.** اس کا یہ مقصد نہیں کہ معاذ اللہ ان پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے، ہمارے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات بھی آیۃ تطہیر میں شامل ہیں، اسی لیے ہم ان کے ساتھ "مطہرات" کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے وہ سب محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں، جن کی پاکیزگی پر کتاب وسنت سے دلیل قائم ہے اور ان کی پاکی کا اعتقاد رکھتے ہیں، لیکن پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیث منقولہ بالا میں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان مبارک سے "خمسہ" کا کلمہ

مقدسہ ادا ہوا اور پھر ان کی تفصیل بھی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی۔
ملخصاً (روشن راستہ صفحہ ۲۱)

علامہ نبھانی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

جمہور علماء فرماتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں اہل بیت سے دونوں گروہ (امہات المؤمنین اور اولاد اطہار) مراد ہیں تاکہ تمام دلائل (روایات) پر عمل ہو جائے۔ (برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۳۵)

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

سادات کرام، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں

شیخ العرب، امام حرم، غازی حجاز علامہ محمد علوی مالکی مکی رقمطراز ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والوں سے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کرام سے محبت کرنا واجب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلسلہ نسب بیٹیوں کی طرف سے جاری ہوا۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"میرے سوا تمام انبیاء کی اولاد اللہ تعالیٰ نے ان کی پشتوں میں رکھی لیکن میری اولاد اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے بنائی"۔

آپ کے کسی داماد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ آپ کی بیٹیوں کی موجودگی میں کسی اور سے شادی کرے۔ بعض علماء کے قول کے مطابق قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد کی موجودگی میں بھی اور کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اس کی وجوہات ظاہر ہیں کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون کے ہوتے ہوئے کسی

غیر سے تعلقات بڑھانا بدبختی ہے۔ آپ کے ساتھ جس کا رشتہ ہو وہ آگ میں نہیں جائے گا۔ (الذخائر المحمدیہ صفحہ ۲۶۶ مصر)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام کے سلسلے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس حالت میں نکلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی تھی، میں نے عرض کیا، یہ کیا ہے؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کپڑا اٹھایا تو وہ حسن وحسین تھے یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں (ھٰذا اِبنایَ وَ اِبنَتِی)۔ اے اللہ! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان کو محبوب رکھے اس کو بھی محبوب رکھ۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۱۔ امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۲۴۸۔ جامع ترمذی، خصائص علی بن ابی طالب ۱۶۷)

حضرت علامہ پیر سید مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہ (گولڑا شریف) فرماتے ہیں:

آیت مباہلہ میں کلمہ "ابناء نا" میں حسنین پاک کو فرزندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہلانے کا شرف ثابت ہے۔

اس آیت شریفہ میں لفظ "نساءنا" اگرچہ بصیغہ جمع ارشاد ہوا ہے، مگر طرز عمل نبوی سے واضح ہوگیا کہ مُراد سیدۃ النساء، جگر پارہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اس موقع سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باقی تینوں دُختریں (صاحبزادیاں) وفات پا چکی تھیں۔

ایسا ہی کلمہ "انفسنا" سے کمال اتحاد اور قرابت مابین نفسِ نبوی اور نفس مُرتضوی پائی جاتی ہے۔ ظاہرہ قرابت تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ علاوہ اس کے معنوی یا باطنی قرابت بھی جسے کمال اتحاد سے تعبیر کرنا اس کلمہ "انفسنا" کا مفہوم ہے۔ یہی تعبیر ایک اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

حضرت اسامہ بن زید ﷺ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اما انت یا علی فختنی و ابوا ولدی وَ انت منی و انا منک

اے علی! تُو میرا داماد اور میرے دونوں فرزندوں کا باپ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔

(تصفیہ مابین سُنّی وشیعہ صفحہ ۴۹ مطبوعہ گولڑا شریف۔ انوار علی ترجمہ خصائص علی المرتضیٰ صفحہ ۱۶۶، امام نسائی)

پارہا صحف غنچہ ہائے قُدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تمام بنی آدم اپنے "عصبہ" کی طرف منسوب ہوتے ہیں، سوائے اولاد فاطمہ کے۔ پس میں ان کا ولی اور عصبہ ہوں۔

(طبرانی، ابویعلی، جمع الجوامع جلد ۱ صفحہ ۱۶۲۲ اتحاف المسائل صفحہ ۷۳ امام المنادی)

سادات کی خدمت کا صلہ کون دے گا؟

امام دیلمی راوی ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص وسیلہ چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میرے دربار میں اس کی کوئی خدمت ہو جس کی بدولت میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں، تو اسے میرے اہل بیت کی خدمت کرنی چاہیے اور انہیں خوش کرنا چاہیے"۔

(برکاتِ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۴۵)

احسان کا بدلہ کون دے گا؟

امام طبرانی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد پر کوئی احسان کیا اور اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا، کل قیامت کے دن جب وہ مجھ سے ملے گا تو میں اسے بدلہ دوں گا"۔ (ایضاً)

سادات کی تعظیم کرنا، اللہ کا احسان سمجھ!

امام شیخ عبدالوہاب عارف شعرانی قدس سرہ (متوفی ۹۷۳ھ) سُنن کبریٰ میں فرماتے ہیں:

مجھ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتا ہوں۔ کم از کم اتنی تعظیم و تکریم کرتا ہوں جتنی والیٔ مصر کے کسی بھی نائب یا لشکر کے قاضی کی ہو سکتی ہے۔ (صفحہ ۲۴۲)

محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں

پروفیسر ڈاکٹر محترم مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

اسلام کی بنیاد ہی محبت پر ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اہل بیت اطہار کی محبت، صحابہ کبار کی محبت، اولیاء عظام کی محبت، علماء حق کی محبت، محبت ہی محبت، سچ تو یہ ہے کہ جس کے دل میں ان حضرات عالیہ کی محبت نہیں اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں، خبردار ہو جاؤ! جس کے دل میں محبت نہیں اُس کے دل میں ایمان نہیں، یہ کلمات بار بار فرمائے، بیشک محبت و ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جو محبت پر شب خون مارتا ہے وہ ایمان پر بھی شب خون مارتا ہے۔ ایمان کی لذت، بغیر محبت کے آ ہی نہیں سکتی۔ اطاعت اپنی جگہ مگر محبت نہ ہو تو ہر عبادت بے سُود و بے فیض ہے"۔

امام شعرانی فرماتے ہیں:

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم اور ان کی اولاد کی محبت کاملہ نص قرآن سے مطلوب ہے۔ (برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

واللہ زیر تیغ بھی سجدہ ادا کیا
تو ان کا نام لیوا ہے اور تو نے کیا کیا؟

کھڑے ہو کر اہل بیت کا استقبال کریں

حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے حضرت علی اور سیدہ عالم (خاتون جنت) کے آنے کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کھڑے ہو کر میرے اہل بیت کا استقبال کرو"۔

جب حضرت علی اور سیدہ فاطمۃ الزہرا اپنے دونوں شہزادوں حسن و حسین کے ساتھ آچکے تو آپ نے دونوں بچوں کو گود میں لے لیا اور ایک ہاتھ سے حضرت علی اور دوسرے سے فاطمہ کو پکڑ کر چوما۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(مسند احمد۔ اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب و الفضائل صفحہ ۳۷ مطبوعہ مصر)

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ کھڑا ہو مگر امام حسن یا امام حسین یا ان دونوں کی اولاد کے لیے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ہر شخص اپنے بھائی کے لیے اپنی جگہ سے (احتراماً) اٹھتا ہے مگر بنی ہاشم کسی کے لیے نہیں کھڑے ہوں گے"۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۶۶)

سادات کرام جب مجلس میں تشریف لے کر آئیں ان کے لیے کھڑا ہونا چاہیے اور ان کو آگے رکھنا چاہیے۔

حُب نبی کے ساتھ اگر حبِّ آل ہو
بولے گی خود زمین کہ سجدہ قبول ہے

یا اللہ! سادات کی نسل میں برکت فرما

جس رات حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شاہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی منگوایا وضو کیا اور حضرت فاطمہ پر انڈیل دیا اور فرمایا:

اے اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ اس پر اپنی برکت نازل فرما اور ان دونوں کی نسل میں برکت دے۔" (علموا اولادکم محبة رسول الله صفحه ۷۰)

ناقص درود کون سا ہے؟

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بیشک یہ تو ہم نے جان لیا کہ ہم (التحیات میں) آپ پر سلام کس طرح پڑھیں۔ اب آپ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ تو فرمایا تم کہو، اے اللہ! درود بھیج (حضرت) محمد اور آپ کی آل پر جیسا کہ درود بھیجا تو نے (حضرت) ابراہیم اور ان کی آل پر۔ بیشک تو حمید و مجید ہے۔ (صحیح مسلم۔ مشکوۃ المصابیح)

ایک روایت میں فرمایا یوں کہو:

اے اللہ! درود بھیج (حضرت) محمد اور آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا آل ابراہیم پر۔ بیشک تو حمید و مجید ہے۔ (مسلم۔ مشکوۃ)

غور فرمایئے! صحابہ کرام نے اپنے سوال میں یہ نہیں دریافت کیا کہ آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کیسے درود بھیجیں؟ بلکہ صرف آپ پر درود بھیجنے کی کیفیت پوچھی۔ مگر آپ نے اپنے اہل بیت کو بھی اپنے ساتھ ملایا، بلکہ جس درود میں آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کو نہ ملایا جائے اسے ناقص قرار دیا۔ کامل درود شریف وہ ہے جس میں آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کا نام بھی شامل ہو۔

(امام پاک اور یزید پلید صفحہ ۲۴۱ علامہ محمد شفیع اوکاڑوی)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو۔ عرض کیا گیا: ناقص درود کون سا ہے؟ فرمایا:

تم کہتے ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور یہیں رک جاتے ہو بلکہ یوں کہا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ ۔"یعنی آل کا نام لیے بغیر پڑھنا ناقص اور آل کے نام کے ساتھ پڑھنا کامل درود شریف ہے۔

(صواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۴ امام بن حجر عسقلانی۔ شرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۳۷ شیخ عبدالملک نیشاپوری)

عاشق خیر الوریٰ حضرت مولانا کفایت علی کافیؔ شہید مرادآبادی فرماتے ہیں:

نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحب لولاک پر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

امام اہل سنت، فنا فی الرسول، فقیہ اعظم، بحر العلوم والفیوض، شیخ الشیوخ حضرت علامہ مفتی خواجہ محمد قاسم المشوری القادری قدس سرہ الاقدس جب بھی حضرت حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی کا ورد فرماتے یا تحریر فرماتے تو درود شریف میں "آلہٖ" کا ضرور اہتمام فرماتے بلکہ یہ عادت کریمہ بن چکی تھی۔ یعنی

"صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم" اور درود قدسی شریف "صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم" کے متعلق بعد نماز تہجد یا عشاء ۱۱سو (۱۱۰۰) بار ورد میں رکھنے کا حکم خاص و عام ہے۔

خدمت کا ضامن کون؟

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص میرے اہل بیت سے نیکی کرے گا، وہ قیامت کے دن اس کا اجر سو گنا زیادہ پائے گا۔ میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قیامت کے دن اس نیکی کا ضامن ہوں گا"۔

(شرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شیخ ابو سعید عبدالملک بن عثمان نیشاپوری (متوفی ۴۰۷ھ) صفحہ ۲۳۹)

جو حضرات سادات کرام کو خوشی کے موقع پر نظر انداز کرتے ہیں، وہ ان روایات کریمہ سے سبق حاصل کریں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

مقام حسنین کریمین

ایک بار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا گیا کہ آپ اپنے نواسوں میں سے ایک کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور بڑی نرمی کے ساتھ ان کو اپنے پہلو میں زمین پر بٹھا دیا اور لوگوں کی امامت شروع کر دی۔ مگر جب لوگوں نے آپ کو خلاف عادت لمبے سجدے کرتے پایا تو تعجب کیا۔ جب نماز پڑھی جا چکی تو انہوں نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں استفسار کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا

لمبا سجدہ کیا ہے کہ ہم یہ گمان کرنے لگ گئے کہ کوئی بات واقع ہوگئی ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی جارہی ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایسی کوئی بات نہیں، حقیقت یہ ہے کہ میرا بیٹا مجھ پر سوار ہوگیا تھا۔ میں نے اسے جلدی میں ڈالنا پسند نہ کیا اور اسے مہلت دی کہ وہ اپنی حاجت کو پوری کرے''۔

اور یہ بھی دیکھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کندھوں سے پکڑے ہوئے تھے اور ان کے قدم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو یہ کہتے ہوئے بہلا رہے تھے۔ چڑھیے، چڑھیے۔ بچہ اوپر چڑھتا جاتا ہے حتیٰ کہ اپنے قدم اپنے نانا کے سینہ اقدس پر رکھ دیتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فرماتے ہیں: ''افتح فاک'' اپنا منہ کھولئے۔ بچہ اپنا منہ کھولتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو بوسہ دیتے ہیں اور یہ فرمارہے ہوتے ہیں:

''یا اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور اُس سے بھی جو اس کو محبوب رکھتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الفضائل جلد ۳ صفحہ ۱۸۲_علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ صفحہ ۳۷ مطبوعہ جدہ)

ایک بار مجمع عام میں حضرت سیدنا امام حسن المجتبیٰ شاہ رضی اللہ عنہ نے بچپن میں تقریر فرماتے ہوئے حق سچ فرمایا:

اے لوگو! جس شخص نے مجھے پہچانا اس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ جس نے مجھے نہیں پہچانا تو اسے بتادوں کہ میں حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ دنیا میں ایسا کوئی نہیں جس کا نانا پیغمبر ہوا ہو۔ میں نبی خدا کا بیٹا ہوں۔ میں اس پیغمبر کا بیٹا ہوں جو لوگوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے اور دوزخ سے ڈراتا ہے۔ میں سراج منیر کا بیٹا ہوں میں رحمۃ للعالمین کا بیٹا کا ہوں۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو انسانوں اور جنوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ میں اس کا بیٹا ہوں

جس کی قیادت میں فرشتوں نے جنگ لڑی میں اس کا بیٹا ہوں جس کے لیے روئے زمین کو مسجد بنادیا گیا اور ساری زمین کو سجدے کے لیے پاک کردیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کے خاندان کو اللہ تعالیٰ نے تمام نجاستوں سے پاک کردیا گیا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو قیامت کے دن شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جو تمام مخلوق سے پہلے سر اٹھائے گا اور جنت میں داخل ہو کر دعوتِ عام دے گا۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کی رضا، اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کا غصہ، اللہ کا غصہ ہے۔ میں اس کا بیٹا ہوں جس کا کوئی شخص سخاوت اور کرم میں مقابلہ نہیں کرسکتا"۔

(الشرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ انتشارات بابک تہران)

ایک سینہ تک مشابہ، اک وہاں سے پاؤں تک
حُسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

☆☆☆

معدوم نہ تھا سایۂ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حَسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حُسین

(رضا)

آلِ رسول (سادات کرام) سے کون ہمسری کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ نہ کل کسی مومن عاشق رسول صحیح العقیدہ نے ایسا دعویٰ کیا اور نہ آج ہے اور نہ قیامت تک کوئی کرسکتا ہے۔ غلام غلام رہے گا لاکھ حیلے بہانے کرے آقا نہیں بن سکتا ہے۔ اس لیے غلام کو اپنی حدود میں رہنا چاہیے اہل بیتِ نبوت کی شہزادیوں کے ساتھ شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دے، ورنہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

سیدزادی کا نکاح

سیدزادی کا نکاح غیر سید متعلق کیسا ہے؟ اس کے متعلق کبھی بحیثیت مومن ٹھنڈے دل سے سوچا ہے؟ اگر اسی طرح سیدزادی سے غیر سید کے نکاح ہوتے رہے تو پھر آپ خود سوچئے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کا امتیاز کس طرح باقی رہے گا۔ آیئے مل کر سادات کے ناموس کی حفاظت کریں، امت کو اس نکاح سے روکیں اور سادات کرام کے مقام و مرتبہ کا پاس رکھیں۔ اپنے محبوب نبی شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی عزت وناموس کا تحفظ کریں۔

اس سلسلہ میں تسلی وتصدیق کے لیے اہل سنت وجماعت کے اکابر، عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، محبان اہل بیت کے فیصلے درج کیے جارہے ہیں پڑھیے اور عملی کردار کے لیے سراپا تحریک بن جایئے تاکہ امت اجتماعی بے ادبی سے بچ سکے۔

☆ امام اہل سنت، فنافی الرسول، غوث الزماں، تاج العارفین، فقیہ اعظم بحر العلوم والفیوض شیخ الشیوخ حضرت علامہ مفتی خواجہ محمد قاسم المشوری القادری قدس سرہ الاقدس (درگاہ معلی مشوری شریف لاڑکانہ سندھ) اپنی کتاب مستطاب فتاویٰ قاسمیہ میں فرماتے ہیں:

اہل بیت کرام (سادات) ذریۃ خاتم النبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُبّ اور محبت ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیونکہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ایمان کا رکن ہے اور ظاہر ہے کہ جزء کی محبت کے بغیر کُل کی محبت حاصل نہ ہوگی اور کُل کی تعظیم جزء کی تعظیم پر موقوف ہے۔ وہ اشیاء جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جز نہیں ہیں مگر سرور کائنات سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس مبارک یا نعلین مبارک وغیرہ کی تعظیم کرنا فرض اور اہانت وسُوئے ادب حرام ہے۔

''وہ اہل بیت کرام جو کہ صاحب تقویٰ و دین ہیں ان کی تعظیم تکریم و اطاعت دونوں لازم ہیں۔ جو اہل بیت، شرع مقدس پر ثابت نہیں ہیں ان کی اطاعت وصحبت گویا ناجائز ہے لیکن ان کی تعظیم نہ کرنا بھی جائز نہیں۔'' (فتاویٰ قاسمیہ جلد اول)

سوال: کسی غیر سید کو اہل بیت میں سے شادی کرنے کے متعلق شرع مقدس کا کیا حکم ہے؟

جواب میں امام مشوری نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''سخت بے ادبی ہے۔ کسی بھی مومن کو ایسی جرأت نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اہل بیت کرام، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جزء ہیں اور جزء کا ادب بھی کُل کے قیاس پر کرنا چاہیے۔ ہر ایک مومن کو اس بے ادبی سے بچنا چاہیے اور اگر کوئی شخص ایسی بے ادبی کرنے کا ارادہ کرے تو اس کو منع کرنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے۔

از خدا خواهیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از لُطف رب

ادب تو یہ ہے کہ سادات کرام کی مستورات مقدسہ (پر نظر تو کجا ان کے کپڑوں پر بھی نظر نہ پڑے (بھٹکے سے)۔

وہ عورت جس کی شادی کسی سید سے ہوئی تفریق (جدائی طلاق یا شوہر کے انتقال) کے بعد بھی اس کا نکاح اہل بیت میں ہونا چاہیے، غیر سید کا اس سے شادی کرنا ادب سے بعید ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہو بننے کے بعد کسی عام آدمی کے نکاح میں دینا نہایت نامناسب اور گرانی کا باعث ہے۔ واللّٰہ الهادی الی سواء السبيل (فتاویٰ قاسمیہ کتاب النکاح جلد دوئم صفحہ ۹ مطبوعہ درگاہ مشوری شریف)

بے ادبی کو معمولی سمجھنا نہیں چاہیے یہ اندر ہی اندر ایمان کو چاٹ کر کھوکھلا

بنا دیتی ہے۔ دیمک لکڑی کو کاٹتی ہے اور بے ادبی ایمان کی کاٹ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چھوٹی بڑی بے ادبی سے محفوظ فرمائے اور اہل بیت کی دل سے تعظیم کرنے کا جذبہ عطا فرمائے آمین۔

☆ شیخ عرب، امام یگانہ، عاشق خیر الوریٰ، محب اہل بیت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۱۹۳۲ء) فرماتے ہیں:

سادات کرام کے آداب میں سے یہ ہے کہ ہم ان سے عمدہ بستر، اعلیٰ مرتبے اور بہتر طریقے پر نہ بیٹھیں، ان کی مطلقہ یا بیوہ عورت سے نکاح نہ کریں، اسی طرح کسی سید زادی سے نکاح نہ کریں، ہاں اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ان کی تعظیم کا حق واجب ادا کر سکتا ہوں اور ان کی مرضی کے مطابق عمل کر سکتا ہوں تو پھر ان سے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن ان کے بعد کسی دوسری عورت سے نکاح نہ کرے اور نہ ہی کنیز خریدے تا کہ ان کی دل شکنی نہ ہو۔

اسی طرح جب وہ ہم سے کسی جائز خواہش کا اظہار کریں تو ہم اسے پورا کریں گے، جب وہ کھڑی ہوں تو جوتے ان کے آگے رکھیں گے اور جب وہ ہمارے پاس آئیں تو ہم ان کے احترام کے لیے کھڑے ہو جائیں گے کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ہیں اگر چہ خرید و فروخت کا موقع ہو۔

☆ علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ "البحر المورود فی المواثیق والعهود" میں فرماتے ہیں:

ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم ہرگز سید زادی سے نکاح نہ کریں، مگر اس وقت کہ ہم اپنے آپ کو ان کا خادم تصور کریں کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر ہیں جو شخص اپنے آپ کو ان کا غلام تصور کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ جب میں نے ان کی نافرمانی کی تو میں نافرمان غلام اور گنہگار ہوں گا تو وہ نکاح کرے، ورنہ اسے

لائق نہیں ہے۔ جو شخص تبرک کے لیے ان سے نکاح کرے اسے کہا جائے گا کہ سلامتی غنیمت سے مقدم رہے (یعنی یہ خطرہ بہر حال باقی رہے گا کہ ممکن ہے ان کی تعظیم کما حقہ ادا نہ ہو سکے اس لیے اجتناب ہی بہتر ہے) رہا برکت حاصل کرنے کا مسئلہ تو وہ نکاح کے بغیر ان کی خدمت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سیدہ کے حق کی ادائیگی اور ان کی صحیح تعظیم وہی کر سکتا ہے جس کا نفس مر چکا ہو، دنیا سے بے رغبتی کے مقام پر فائز ہو اور اس کا دل نورِ ایمان سے اس طرح منور ہو کہ اس کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد اپنے اہل اولاد اور مال سے زیادہ محبوب ہو کیونکہ جو چیز سادات کو تکلیف دی گی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اذیت کا باعث ہوگی"۔

(برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صفحہ ۲۵۳ مترجم محقق دوران علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ)

سیدزادی کے نکاح کے سلسلہ میں جن شرائط کا بتایا گیا ہے، یہ جن میں پائی جائیں گی وہ فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہوگا اور آج کے نوجوانوں میں کتنے فیصد فنا فی الرسول ہوں گے، کتنوں کے نفس (ریاضت و مجاہدہ سے) مر چکے ہیں؟ جب ان شرائط پر پورا اُترنا محال ہے تو سیدزادی سے نکاح سے بچنے میں ہی ادب و احترام اور ایمان کی سلامتی ہے۔

ادب ایمان و حکمت ہے، ادب نُور بصیرت ہے
نبی کے بے ادب کو دیدہ وَر مانا تو کیا مانا

☆ علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں:

یہ صحیح حدیثیں اور مرفوع نصوص دلالت کرتی ہیں کہ اہل بیت تمام لوگوں سے حسب و نسب میں افضل ہیں اور اس پر یہ مسئلہ متفق ہے کہ نکاح میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ متعدد آئمہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

☆امام جلال الدین سیوطی ''خصائص کبریٰ'' میں فرماتے ہیں:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ کوئی مخلوق نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا (کفو) ہمسر نہیں ہے۔''

(برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۹۳)

☆ عارب باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ (۹۷۲ھ) لکھتے ہیں:

آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح کے لیے مخلوق میں کفو اور ہمسر نہیں۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشراف کہا جاتا ہے۔

(الیواقیت والجواہر۔ جواہر البحار، ج ۳ صفحہ ۲۱۶)

امام مکہ علامہ ڈاکٹر محمد علوی مالکی لکھتے ہیں:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل، نکاح میں کسی دوسری مخلوق کے لیے کفو نہیں۔ (ذخائر محمدیہ ۲۷۰)

سبطین نبی یعنی حسن اور حسین
زہرا و علی دونوں کے وہ نور العین
عینک ہے تماشائے دو عالم کے لئے
اے ذوق! لگا آنکھوں سے ان کے نعلین

☆ پیر طریقت جناب حافظ محمد عبداللہ قادری سجادہ نشین درگاہ بھرچونڈی شریف (سندھ) سے ایک مولوی نے سیدہ کا غیر سید سے نکاح کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ پوچھا۔ آپ نے خاندان رسالت کی توہین و بے ادبی کی بنا پر حرام بتا دیا۔ مولوی مذکور نے کسی مفتی کا فتویٰ پیش کیا جس نے جائز لکھا تھا۔ آپ نے نہایت ہی حقارت سے مولوی کو دیکھا اور فتویٰ کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

جب مولوی چلے گئے تو آپ نے فرمایا: علم نے اسے بچالیا ورنہ مار کھانے کے لائق تھا۔ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ خاندان نبوت کا احترام ہر فرد مسلم کے دل میں جاگزین ہو۔ یہی ادب ہی ایمان کی پونجی ہے۔

ہائے افسوس ان لوگوں پر جو شان نبوت میں گستاخ جملہ نکالتے ہیں اور ان کی جبینوں پر شکن تک نہیں پڑتی۔ فقر و ولایت کو جو عظمت نصیب ہوئی ہے وہ نبوت کی چاکری اور نیاز مندی کی وجہ سے ہے۔ (عباد الرحمٰن ۹۰)

تیرے اہل بیت کی اُلفت ہے میرا ایمان
ان سے بغض کدورت رکھنا دو جگ کی رُسوائی

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو (۱) جب نماز آجائے یعنی اس کا (مستحب) وقت آجائے (۲) جب جنازہ حاضر ہو جائے اور (۳) بے شوہر والی کا جب کفو (نسب میں برابر رشتہ) مل جائے۔ (مشکوٰۃ)

سید سے نہ جھگڑو

ایک سید جو اولاد حضرت حسن و حضرت حسین ؓ سے تھا، وہ اپنے آباؤ کے طریقے پر نہ چلتا تھا اور فسق و فجور سے پرہیز نہ کرتا تھا، اکثر شراب پیتا، ایک دن وہ اور ایک عادم آپس میں لڑ پڑے ایک دوسرے کو سخت کلامی کرتے رہے، سید نے اسے کہا: خدا کی قسم! تمہاری شکایت میں اپنی والدہ سید فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کروں گا۔ اس عام آدمی نے کہا جاؤ جہاں چاہو میری شکایت کرو، تم جیسے کی مجھے کیا پرواہے۔

رات ہوئی اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جارہی ہیں یہ شخص آپ کو ملنا چاہتا ہے مگر سیدہ منہ مبارک ایک طرف کر کے نکل جاتی ہیں اور اس سے منہ ایک طرف کر لیتی ہیں اس شخص نے دوڑ کر سیدہ کی تواضع اور سلام

کرنا چاہا اور ہاتھ چومنے چاہے مگر آپ اس سے دور ہٹ گئیں اور فرمایا: ''ہٹ جاؤ تم وہی نہیں ہو جس نے میرے بیٹے کو برا بھلا کہا تھا''۔ اس شخص نے کہا: سیدہ! میں توبہ کرتا ہوں آج کے بعد میں کسی سید سے گستاخی سے پیش نہیں آؤں گا۔ خواب سے بیدار ہوا۔ ادھر اس سید زادے نے بھی خواب میں سیدہ فاطمہ کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ چومنا چاہا، تواضع کے لیے آگے جھکا مگر سیدہ نے کہا: ''دور ہو جاؤ''۔ اس نے عرض کیا: کیا میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں؟ حضرت سیدہ نے فرمایا: تم میرے بیٹے ہو مگر تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بدنام کر دیا ہے۔ اپنے اعمال بد کی وجہ سے، گالی گلوچ کی وجہ سے، تم مجھ سے نہیں ہو''۔

سید نے عرض کی: میں توبہ کرتا ہوں، اس کے بعد آپ کو مجھ سے برے کاموں کی شکایت نہ ہوگی۔

وہ خواب سے اٹھا گھر سے شراب اور ناچ گانے کے تمام آلات توڑ ڈالے، شراب باہر پھینک دی، گھر سے نکلا اس آدمی سے معافی مانگنے کے لیے وہ اس کی تلاش میں نکلا۔ راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی ایک دوسرے سے معذرت طلب کی اور اپنے اپنے خواب کے واقعات سنائے۔ (شرف النبی صفحہ ۲۲۵)

گر جہانِ فکر میں درکار ہے اک انقلاب
فکر کی راہوں سے اٹھ کر عشق کا ہو ہم رکاب

باعمل سید کے بال مبارک کی شان

مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کے زمانہ حکومت میں چند مغل، پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور سیادت کی صحت میں بات چھڑ گئی اور مغل اس پر اصرار کرنے لگے کہ ہندوستان میں کوئی سید نہیں اور ہر چند کہ مخدوم نے انہیں بہت سمجھایا اور قائل کیا مگر وہ نہ مانے اور بہت گفت و شنید کے بعد کہنے لگے کہ

ہمارے ملک کے سادات ثابت النسب، پرہیزگار، دیندار اور زاہد وعبادت گزار ہیں اور ان کی سیادت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ ان کے بال کو لوگ جلتی ہوئی آگ میں رکھتے ہیں اور وہ نہیں جلتے۔

مخدوم صاحب نے جواب دیا ہندوستان میں ایسے ہی سیّد موجود ہیں۔ مغلوں کو بہت تعجب ہوا اور دل میں کہنے لگے مخدوم صاحب نے شیخی سے یہ بات کہی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اُن میں سے ایک کو بلایئے۔ مخدوم صاحب نے کتاب ہٰذا (سبع سنابل) کے مؤلف مولانا پیر سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ (متوفی ۱۰۱۷ھ) کے چچا کو جن کا نام سید طاہر تھا، بلایا چونکہ آپ کا جسم مبارک طاہر تھا لہٰذا آپ کا ایک مبارک بال لے کر دیر تک آگ میں رکھا ذرہ برابر بھی اسے آگ نہ لگی اور جب آگ سے نکالا اُسی طرح ٹھنڈا تھا، اسے گرمی نہ پہنچی تھی۔ تمام مغل پشیماں اور شرمندہ ہوئے"۔

(سبع سنابل صفحہ ۸۹ مترجم: مفتی محمد خلیل خان برکاتی)

حُبِّ اولادِ نبی، حُبِّ نبی است
هر کہ ایں حُب نہ باشد اجنبی است
سر بسر گر خاص و گر عام اندشاں
مستحقِ حُبّ و اکرام اندشاں

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے محبت کرنا نبی کریم ہی سے محبت کرنا ہے تو جسے یہ محبت نہ ہو وہ اجنبی ہے۔ ان میں اگرچہ خاص بھی ہیں اور عام بھی لیکن وہ سب محبت اور تعظیم کے مستحق ہیں۔

سادات کو نسب کا طعنہ نہ دو

حدیث صحیح میں ہے جیسا کہ بہت سے اہل سُنن نے بیان کیا ہے:

جب (حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا) ابولہب (جن کے کفر میں پوری سورہ نازل ہوئی) کی بیٹی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائیں تو انہیں کہا گیا کہ

تمہاری ہجرت تمہیں بے نیاز نہیں کرے گی، تم تو جہنم کے ایندھن کی بیٹی ہو۔انہوں نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی تو آپ سخت ناراض ہوئے اور برسرِ منبر فرمایا:

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے نسب اور رشتہ داروں کے بارے میں اذیت دیتے ہیں! خبردار! جس نے میرے نسب اور رشتہ داروں کو اذیت دی ہیں اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی''۔

(برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۵۷)

دشمن اہل بیت کو عبادت کام نہیں آئے گی

امام طبرانی وحاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (حدیث کا آخری حصہ ملاحظہ فرمائیں):

اگر کوئی شخص بیت اللہ کے ایک کونے اور مقام ابراہیم کے درمیان قیام کرے نماز پڑھے اور روزے رکھے پھر وہ اہل بیت کی دشمنی پر مرجائے تو وہ جہنم میں جائیگا۔(برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۵۷، خصائص الکبریٰ جلد۲ صفحہ ۵۶۵ امام سیوطی)

سادات کا بے ادب کون؟

ابن عدی اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص میری عترتِ طیبہ اور انصار کرام کو نہیں پہچانتا (یعنی تعظیم نہیں کرتا) تو اس کی تین میں سے کوئی ایک وجہ ہوگی یا وہ منافق ہے یا ولد الزنا ہے یا جب اس کی ماں حاملہ ہوئی ہوگی تو وہ پاک نہیں ہوگی۔'' (برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۵۸)

وہ مولوی صاحبان جو سادات کی تعظیم نہیں کرتے اپنے جیسا سمجھتے ہیں بلکہ اپنے سے کم تر سمجھتے ہیں، وہ اپنے طرزِ عمل پر ذرا توجہ دیں۔

سید رشتہ مانگے تو نکاح کر کے دے دو

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الاقدس (متوفی ۹۷۳ھ) نے فرمایا:

ہم سے عہد لیا گیا ہے کہ اگر ہماری بیٹی یا بہن کا جہیز بے شمار ہو اور کوئی مسکین سید اس سے نکاح کا پیغام دیں جن کے پاس اس کے مہر اور صبح و شام کے کھانے کے علاوہ کچھ نہ ہو تو ہم ان سے نکاح کر دیں اور انہیں مایوس نہ کریں کیونکہ فقیر (مسکین) عیب نہیں ہے جس کی بناء پر پیغامِ نکاح رد کر دیا جائے بلکہ یہ تو شرافت ہے اور رسول کریم محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی آرزو کی ہے بلکہ اپنے رب کریم جل مجدہ سے دعا کی ہے کہ آپ کو قیامت کے دن فقراء اور مساکین کے گروہ میں اٹھائے اور دعا کی ہے کہ اے اللہ! میرے اہل کا قوت بنا یعنی اتنا کھانا عطا فرما کہ صبح و شام اس سے کچھ نہ بچے، تو جس چیز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اولاد اور اہل بیت کے لیے پسند فرمایا وہ انتہائی فضیلت والی ہے، جو شخص مسکین سید کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دے، اس پر خداوندی ناراضگی کا خوف ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز اور محمود ہے۔

(برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۲۵۵)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان تمام خاندانوں سے اعلیٰ واشرف

تمام لوگ زکوۃ صدقات کھا سکتے ہیں، مگر سید صاحبان نہ زکوۃ لے سکیں، نہ کوئی اور واجب صدقہ۔ کیونکہ یہ مال کا میل ہے، اگر یہ نسب شریف بھی اور نسبوں کی

طرح ہوتا تو دوسروں کی طرح انہیں بھی زکوٰۃ کھانا جائز ہوتی معلوم ہوا کہ یہ نسب شریف نہایت ہی پاک ستھرا اور دیگر نسبوں سے اعلیٰ ہے۔

سادات کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ. پٹھان شیخ وغیرہ کسی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا گیا۔ سوائے اس خاندان شریف کے یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام خاندانوں سے افضل یہ خاندان ہے۔

حضرت طلحہ ﷛ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فصد خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون شریف پیٹ میں پہنچنے کا یہ اثر ہو تو جن کا خمیر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھنا۔

(الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول از: حکیم الامت، مفسر قرآن، علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ)

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ نہ دوسرا کوئی شخص انہیں دے سکتا ہے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ یہاں تک کہ بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلام کو بھی نہیں دے سکتے۔ بنی ہاشم سے مراد ہیں حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرات عباس وحارث بن عبد المطلب کی اولاد یعنی ان سب کی اولاد کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں۔ البتہ صدقہ نافلہ اور اوقاف کی آمدنی ان کو دینا جائز ہے۔ (خطبات محرم صفحہ ۲۴۲)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر رسالہ مسمّیٰ "الزھر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ھاشم" تحریر فرمایا۔

میرے پیرومرشد حضرت سرکار مشوری علیہ الرحمۃ کا مبارک رسالہ "الحجۃ البیضاء فی حرمۃ الصدقات الواجبۃ علی الشرفاء "اس موضوع پر مدلل و مفصل ہے۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سادات کہنے کی وجہ

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ہے اسے "سید" کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں کے بطن سے ہے اسے "علوی" کہتے ہیں سید نہیں کہتے جیسے محمد بن حنفیہ وغیرھم۔ یہ تمام فضائل اس اولاد شریف کے ہیں جو حضرت خاتون جنت کے بطن اقدس سے ہوں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب شریف میں یہ حضرات داخل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو "سید" دو وجہ سے کہتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمنے اپنے دونوں شہزادوں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا: "میرے حسن و حسین جوانانِ جنت کے (سید) سردار ہیں"۔ یعنی جوانی میں جو فوت ہوئے ان کے سردار ہیں نیز امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: "ابنی ھذا سید "یعنی میرا یہ فرزند سید (سردار) ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دے"۔

(صحیح بخاری۔ بیہقی۔ خصائصِ کبریٰ مترجم صفحہ ۲۹۶ جلد ۲)

چونکہ ان شہزادوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّد فرمایا اس لیے ان کی اولاد کو بھی سید کہا گیا ہے۔

(۲) دوسرے اس لیے کہ سید کے معنی ہیں سردار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے سید المرسلین۔ یہ حضرات ان کی اولاد ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔ سبحان اللہ!

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کے سردار ہیں، حضرت علی شیر خدا ﷺ ولیوں کے سردار، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مسلمان بیبیوں کی سردار، حضرات حسنین ﷺ شہیدوں کے سردار، سرداری ان پر عاشق ہے۔

مسئلہ: سید وہ ہوگا جس کا باپ سید ہوگا۔ اگر ماں سیدانی ہے اور باپ غیر سید تو وہ سید نہیں۔ نہ اس پر سید کے احکام جاری ہوں گے۔ (الکلام المقبول صفحہ ۱۸)

سید سے مثالی محبت

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا غلام رسول عالم پوری ضلع ہوشیار پور (انڈیا) کے درویش اور صاحبِ تصانیف بزرگ تھے ۱۸۹۲ء کو انتقال کیا اور وہیں عالم پور میں مدفون ہیں۔ ان کے متعلق ایک واقع ہے کہ: مولانا نالے کے ایک کنارے پر کھڑے تھے دوسرے کنارے پر ایک لڑکا کھڑا تھا۔ آپ نے آواز دے کر اسے پوچھا۔ لڑکے پانی کتنا گہرا ہے؟ وہ نہ بولے۔ شاید اس نے سُنا نہیں تھا۔

آپ نے پھر آواز دی۔ لڑکے تو کون ہے، بولتے کیوں نہیں"۔ اس نے کہا: "میں سید ہوں"۔ آپ زار زار رونے لگے کہ سخت بے ادبی ہوگئی۔ اب اس سیدزادے سے اصرار کرنے لگے کہ تم مجھے کہو "او گوجر کتنا پانی ہے"۔ لیکن وہ نہ کہتے تھے۔ آپ زار زار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم مجھے او گوجر کہو۔ آخر لوگ جمع ہو گئے اور سیدزادے کو مجبور کیا سیدزادے نے کہا "او گوجر کتنا پانی ہے"۔ مولانا نے جواب دیا: "حضور پار گزر کر بتاتا ہوں"۔ چنانچہ آپ پانی سے گزر کر دوسری جانب گئے اور صاحبزادے کو کندھوں پر اٹھا کر نالے کی اس جانب لے آئے۔ وہ صاحبزادہ یتیم تھا۔ آپ نے اسے پڑھایا، اپنے پاس رکھا اور بعد میں موضع مالوے میں اسے پٹواری کی نوکری دلوادی۔ اس کی شادی بھی کرادی۔ (اولیائے جالندھر صفحہ ۱۰۱)

اس طرح زندگی بھر سید کی مثالی خدمت انجام دے کر اس جہان سے رخصت ہوئے اور پیچھے واجب التقلید عمل، مستقل دستور چھوڑ کر گئے اور آج اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعامات واکرامات کے زیر سایہ محو استراحت ہوں گے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی علامت

حضرت شیخ امان اللہ عبدالملک پانی پتی قدس سرہ (متوفی ۹۹۷ھ) نے فرمایا:

درویشی میرے نزدیک دو چیزوں میں ہے، ایک (۱) خوش اخلاقی اور دوسری (۲) محبت اہل بیت۔ محبت کا کامل درجہ یہ ہے کہ محبوب کے متعلقین سے بھی محبت کی جائے، اللہ تعالیٰ سے کمال محبت کی نشانی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق کی علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے محبت ہو۔ اگر آپ پڑھتے پڑھاتے آپ کی گلی سے سید زادے کھیلتے کودتے نکلتے آپ (صوفی امان اللہ پانی پتی) ہاتھ سے کتاب رکھ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب تک سید زادے موجود رہتے آپ بیٹھتے نہ تھے"۔

(اخبار الاخیار فی اسرار الابرار)

جن لوگوں پہ ہے انعام ترا، اُن لوگوں میں لکھ دے نام میرا
محشر میں مرا رہ جائے بھرم، اللہ کرم اللہ کرم

آپ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ یہ عشق صادق کا نتیجہ تھا کہ شہزادوں کا دل و جان سے ادب واحترام بجالاتے تھے۔ شہزادے اگر کھیل کود کے سبب آپ کے سامنے آجاتے تو آپ سراپا احترام بن جاتے، ان کی راہوں میں بچھے بچھے جاتے، یہاں تک کھڑے رہتے جب تک وہ شہزادہ نظر کے سامنے ہوتا۔ اس دوران چاہے کیسی ہی مصروفیت کیوں نہ ہو، ادب بجالانے میں کام رکاوٹ نہ بن سکا۔

شہزادے جب واپس تشریف لے جاتے پھر آپ اپنے معمول میں مشغول ہوتے۔
سبحان اللہ!

آج ایسے مناظر دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں!!!

ان پڑھ سید افضل ہے یا غیر سید عالم

خاتم المحققین امام شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے فتاویٰ میں ہے، ان سے پوچھا گیا کہ ان پڑھ سید افضل ہے یا غیر سید عالم؟ اور اگر یہ دونوں کسی جگہ اکٹھے موجود ہوں تو ان میں سے زیادہ عزت اور احترام کا مستحق پہلے کس کو سمجھا جائے؟ مثلاً اگر ایسی محفل میں چائے، کافی یا کوئی اور چیز پیش کرنی ہو تو پہل کس سے کی جائے؟ یا ایسی محفل میں کوئی شخص اگر ہاتھ چومنا چاہتا ہے یا پیشانی کو بوسہ دینا چاہتا ہے تو آغاز کس سے کیا جائے؟

امام حجر عسقلانی جواب میں فرماتے ہیں: ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی فضیلت بخشی ہے مگر سید میں کیونکہ لائق تکریم جگہ گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کی نسبت ہے۔ جس کی برابری دنیا کی کوئی چیز نہیں کرسکتی اسی لحاظ سے بعض علمائے کرام نے کہا ہے:

"ہم جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا کی کسی چیز سے بھی برابری کی نسبت نہیں دے سکتے"۔

باقی رہا باعمل عالم دین کا قصہ تو چونکہ اس کی ذات مسلمانوں کے لیے نفع بخش گمراہوں کے لیے راہ ہدایت ہے اور یہ کہ علماء اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب و جانشین اور ان کے علوم و معارف کے وارث اور علمبردار ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق یافتہ لوگوں سے ہمیں یہ توقع ہے کہ وہ سادات کرام اور علمائے عظام کی عزت احترام اور تعظیم کرنے میں ان کی حق تلفی نہیں کریں گے۔

ایسی محفلوں میں مذکورہ بالا دونوں لائق احترام ہستیوں کے یکجا ہونے پر کسی چیز کے دینے یا تعظیم کے آداب بجالانے کے سلسلے میں آغاز کرنے کے لیے ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول مبارک کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ قدموا قریشا (عزت واحترام اور مہمان نوازی وغیرہ میں اہل قریش کو مقدم رکھیے) اور پھر مذکورہ بالا صورت میں تو ایک شخص کو جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت بھی حاصل ہے''۔

(مسائل کثر حولها النقاش والجدل، ناشر: شیخ یوسف السید ہاشم الرفاعی کویت)

کیا بات رضاؔ اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی، حُسین اور حَسن پھول

حضرت! یہ بچہ کون تھا؟

ایک مرتبہ امام الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الاقدس (متوفی ۱۰۵۲ھ) کی خدمت میں ایک بہت بڑے عالم دین ملاقات کے لیے تشریف لائے تو حضرت نے ان سے مصافحہ کیا اور برابر بٹھایا۔ گفتگو شروع ہوئی۔ اسی اثناء میں ایک نوعمر بچہ آیا جو بوسیدہ کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھا۔ اس کو دیکھ کر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب احتراماً کھڑے ہوگئے اور جب تک وہ بچہ چلا نہ گیا آپ کھڑے رہے۔ حضرت کا احترام میں اس طرح کھڑے ہونا مولانا کو کچھ ناگوار سا گزرا۔ پوچھا: حضرت! یہ بچہ کون تھا؟ آپ نے فرمایا: آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ مولانا نے پوچھا کہ حضرت! ایک عالم دین افضل ہے یا ایک آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ حضرت محدث صاحب نے بڑا ہی مدلل جواب دیا فرمایا: مولانا! میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ آپ نے اب تک کتنے عالم بنائے؟ مولانا نے فرمایا:

تقریباً ستر (۷۰) علماء میرے شاگرد رہ کر فارغ ہوئے ہیں یعنی ستر علماء میں نے بنائے ہیں۔ تو حضرت نے پوچھا: سید کتنے بنائے ؟ یہ سوال سُن کر مولانا خاموش ہو گئے تو حضرت نے فرمایا: مولانا! آپ اسی سے اندازہ کرلیں کہ عالم تو بنایا جاسکتا ہے اور سید صرف وہی بن سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ بنائے۔

مولانا نے پھر ایک سوال پوچھا کہ اگر کوئی سید بے عمل ہو جائے تو کیا اس کا احترام واجب ہے؟

حضرت نے مولانا سے سوال کیا کہ قرآن مجید میں کتنی آیات ایسی ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا یا آیات متروکہ ہیں؟ مولانا نے کہا: کئی آیات منسوخ ہیں۔ حضرت نے پھر سوال کیا کہ کیا ان آیات کو کلام پاک سے خارج کر دیا ہے؟ مولانا نے کہا: نہیں بلکہ قرآن مجید میں شامل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور ان آیات کا احترام بھی فرض ہے ہم سب ان کو چومتے ہیں آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

حضرت محدث صاحب نے فرمایا: ایسے ہی بے عمل سادات کو بھی آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر احترام کرو۔ باقی رہا ان کا عمل تو وہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔

(صراط الطالبین)

سید سے کنارہ کشی نامناسب ہے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت عاشق خیر الوریٰ امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ الاقدس (۱۳۴۰ھ) بریلی شریف کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلے میں ایک سید صاحب رہتے تھے جو کہ شراب نوشی کرتے تھے اور اعلیٰ حضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے، ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سید صاحب کو مدعو نہیں

کیا۔ تقریب ختم ہوگئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے، اسی رات اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے محبوب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نجاست آلود کپڑے دھو رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جب قریب آگئے اور چاہا کہ وہ نجاست آلود کپڑے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر خود دھو دیں تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کرلی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لہٰذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دُور کررہا ہوں"۔

بس اسی وقت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ میں آگئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰ حضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سید صاحب کے دروازے پر تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لیے اور معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید صاحب نے اعلیٰ حضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا: مولانا! یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں۔ تو اعلیٰ حضرت نے اپنے خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا: سید صاحب! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فدایانہ ووالہانہ محبت کی جائے۔ اور اگر کوئی بدبخت محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاری ہے یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جب میں نے مرکز ایمان واعتقاد کو اسی طرح دیکھا اور فرماتے سُنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سرکار میں سُرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح

حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو۔ جب سید صاحب نے اعلیٰ حضرت سے ان کے خواب کا حال سُنا اور اعلیٰ حضرت کی پُر اثر گفتگو سُنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لاکر اعلیٰ حضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرمادی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ اُم الخبائث اس گھر میں رہے اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کرلی۔

اعلیٰ حضرت جو ابھی تک ان کے دروازے پر گھٹنوں کے بَل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا، بیٹھک میں بٹھایا اور حسب توفیق خاطر مدارات کی۔

(صراط الطالبین صفحہ ۸۳)

اعلیٰ حضرت بریلوی نے سادات کرام کی فضیلت میں رسالہ مسمّی ''اِرَاءَۃُ الْاَدَب لِفَاضِلُ النَّسَبْ'' تحریر فرمایا۔

قطب اولیاء، سادات میں سے ہوتا ہے

جب خلافت ظاہرہ میں شان مملکت وسلطنت پیدا ہوئی تو قدرت نے آل طاہر کو اس سے بچایا اور اس کے عوض ''خلافت باطنہ'' عطا فرمائی۔

حضرات صوفیائے کرام کا ایک گروہ جزم کرتا ہے کہ ہر زمانہ میں ''قطب اولیاء'' آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سادات کرام) ہی میں سے ہوں گے۔

(سوانح کربلا صفحہ ۵۰ صدر الافاضل، استاذ الکل، نعیم ملت، علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز)

صحیح النسب سید جہنم میں نہیں جائے گا

امام قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) نے سید المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیۃ کریمہ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (پ۳۰)

(ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر راضی ہوئے کہ ان کے اہل بیت میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے۔

(سوانح کربلا صفحہ ۱۵، الشرف المؤبد الآل محمد ﷺ صفحہ ۵۸ مصطفیٰ البابی حلبی مصر ۱۹۰۰ء)

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک (سیدہ) فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پاکدامنی کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو آگ پر حرام فرمایا''۔ حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے حضرت عمران بن حصین ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے اپنے رب کریم سے دعا کی کہ میرے اہل بیت میں کسی کو آگ میں داخل نہ فرمائے تو اس نے میری دعا قبول فرمائی''۔ (برکات آل رسول صفحہ ۵۹)

آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

امام حاکم نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرے رب نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا ہے جو ان میں سے توحید اور میری تبلیغ (سنت) کے ساتھ ثابت قدم رہے گا، اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا۔ (النعمۃ العظمیٰ ترجمہ: الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۵۶۶)

گستاخی کی سزا

حضرت مخدوم وھیہ قدس سرہ (متوفی ۱۱۰۰ھ) سادات کرام کا بیحد احترام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی ان کی عزت وتوقیر کی تاکید فرماتے تھے۔

ایک روز نصر پوری (نصر پور ضلع ٹنڈو الہیار سندھ) سادات کرام کی مسجد

شریف میں آپ تشریف فرماتے تھے۔ داؤد نامی ایک بوڑھا نجار جو وہیں کا رہنے والا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت مسجد میں لوگوں کا اجتماع تھا اور آپ ان لوگوں کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمارہے تھے کہ جب کہ تم ساداتِ عالی درجات کے پڑوس میں مقیم ہو، تمہارے لیے مناسب یہ ہے کہ نماز جو دین کا ستون ہے، اس کو پابندی سے ادا کرو اور اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی سستی و کاہلی اختیار نہ کرو۔

بد بخت داؤد نجار نے یہ سن کر سادات سے اپنی کسی دیرینہ عداوت کی وجہ سے کہا کہ ”ہم تو سیدوں کے گھروں کو آگ لگادیں گے“۔ اس بد بخت کی یہ بات سن کر آپ غصے سے بے چین ہوگئے۔ اور آپ نے اسی غضب کی حالت میں فرمایا: ”اس شخص کو گستاخی کی یہ سزا ملے گی کہ یہ کنویں میں زندہ دفن ہوگا“۔ اس واقعہ کو دو تین روز بھی نہ گزرے تھے کہ ایک ہندو نے شہر نصر پور میں ایک کنواں کھدوایا اور داؤد بڑھئی کو اس کنویں پر لکڑی ڈالنے کے لیے بلوایا، یہ اور اس کے تین ساتھی کنویں کے اندر اُتر کر کچھ کام کررہے تھے کہ اتفاق سے کنویں کی دیوار سے مٹی کا ایک بڑا حصہ گرا جس میں داؤد اور اُس کے تینوں ساتھی دب گئے۔ اس کے ساتھی تو کسی طرح بچ گئے، مگر داؤد کی موت اسی کنویں میں واقع ہوئی۔

(حدیقۃ الاولیاء مؤلف سید عبدالقادر ٹھٹھوی، تذکرہ صوفیائے سندھ مطبوعہ ۱۹۵۹ء کراچی)

محبت کے انوکھے انداز

(۱) یہی مخدوم صاحب ہیں، انہوں نے ایک یتیم سید کو پالیا۔ فقط سید ہونے کی بناء پر اسکی پرورش کی۔ جب وہ جوان ہوئے تو اپنی بیٹی کے ساتھ ان کی شادی کرا کے حُبِ اہل بیت کا عملی ثبوت دیا۔

(۲) مخدوم صاحب سادات کرام کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے یہاں تک کہ سادات کے گھروں کی جانب پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے۔

(۳) کوئی سید صاحب آپ کی خدمت میں تشریف لے کر آتے تو آپ انہیں اوپر بٹھاتے اور خود احتراماً نیچے بیٹھتے تھے۔ (روشن صبح صفحہ ۱۳۹)

(۴) عارف باللہ حضرت مخدوم محمد اسماعیل سومرو قدس سرہ (متوفی ۹۹۸ھ مدفون اگھم کوٹ ضلع حیدرآباد) نے ایک رات نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم مبارک پر اپنی صاحبزادی کا نکاح ٹمیاری (ضلع حیدرآباد) کے ایک غیر معروف نوجوان سید صاحب سے کرایا۔ جس کی اولاد آج بھی ٹمیاری میں موجود ہے۔

(اہل سنت اور حب اہل بیت صفحہ ۹ مطبوعہ لاڑکانہ)

(۵) اگھم کوٹ کے حضرت مخدوم محمد اسماعیل علیہ الرحمۃ کے پڑوس میں ایک سید صاحب کا بھی گھر تھا۔ مولانا صاحب کی صاحبزادی اور سید صاحب کی صاحبزادی کی آپس میں دوستی تھی دونوں لڑکیاں کھلونوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ ایک روز سید صاحب کی صاجبزادی نے گڈا اور مولانا صاحب کی صاجبزادی نے گڈی (گڑیا) کپڑوں کی بنا کر لائیں اور دونوں کی شادی کرادی۔ مولانا صاحب نے اپنی صاجبزادی سے دریافت کیا کہ گڈا کس کا اور گڈی کس کی تھی؟ لڑکی نے بتایا! ابا جان! گڈا سیدزادی کا اور گڈی میری تھی۔ مولانا صاحب نے بغیر کسی ارادہ کے فقط اتنا کہا کہ بیٹی! گڈا تمہارا ہوتا اور گڈی سیدزادی کی ہوتی۔

مولانا صاحب شب بیدار عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور صاحب حضوری بھی تھے۔ اس رات وہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے محروم رہے۔ دوسری رات بھی بے قراری گریہ وزاری میں بسر ہوئی۔ تیسری رات تہجد کے وقت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دردِ دل سے مناجات کی۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا۔ ارشاد فرمایا:

مولوی! یہ بھی برداشت نہیں کر سکے کہ ہماری بیٹی کا گڈا ہو۔ مولانا صاحب نے عرض کیا: آقا! غلام سے غلطی ہوئی ہے معافی چاہتا ہوں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معافی ایک شرط پر ملے گی۔

مولانا صاحب نے عرض کیا: آقا! آپ کا ہر حکم آنکھوں پر بندہ حکم سے کس طرح انحرافی کر سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیٹی کو تیار کر کے اہل خانہ کے ساتھ ٹھیاری لے کر جائیں اور وہیں فلاں نوجوان سید سے نکاح کروا دیں۔" اور مولانا صاحب نے ویسا ہی کر کے، سچی محبت کا عملی ثبوت دیا۔

(کواکب السعادات فی شرح مناقب السادات ج ۶ طبع قدیم۔ (اہل سنت اور حب اہل بیت صفحہ)

اس سے اندازہ لگائیں کہ سادات کرام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر عزیز ہیں کہ ان کا ذرہ برابر بھی دُکھ تحقیر برداشت نہیں کر پاتے۔ اور یہاں سے ایک دوسرا مسئلہ بھی واضح ہوا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدزادی کے لیے غیر ارادہ طور پر بھی گڈا (کھلونوں میں مذکر) پسند نہیں فرماتے تو پھر حقیقی طرح عملی زندگی میں سیدزادی کے لیے غیر سید شوہر کیسے پسند فرمائیں گے۔ سوچئے بار بار!

(۶) عارف لاثانی مخدوم ساہڑ لنجاری انڑ پوری (درگاہ انڑ پور ضلع دادو متوفی ۹۸۰ھ) حضرت عارف کامل مخدوم بلال قدس سرہ (شہادت ۹۳۱ھ) کے صحبت یافتہ تھے۔

سادات کرام کا نہایت احترام کیا کرتے تھے۔ ایک بار ٹھیاری شریف دعوت میں تشریف لے کر گئے رات کو آپ کے آرام کے لیے بستر لگایا گیا لیکن صبح کو معلوم ہوا کہ آپ رات بھر پاؤں پھیلا کر نہ سوئے، دریافت کرنے پر فرمایا: "ٹھیاری میں ہر طرف سادات کرام کے گھر ہیں اس لیے پاؤں پھیلانا اچھا نہ لگا۔"

محبت کی لازوال مثال

حضرت مخدوم محمد امام سہروردی علیہ الرحمۃ (رپّ شریف ضلع بدین) کو سادات کرام سے بے حد عقیدت ومحبت تھی۔

آپ ایک بار رات میں نماز تہجد کے لیے اٹھے اور کنویں پر وضو کے لیے تشریف لے گئے جب کنویں کے قریب پہنچے تو آپ کو ایک عورت نظر آئی، آپ رُک گئے، عورت چلی گئی تو آپ آگے بڑھے اور وضو کیا۔ لیکن آپ کو یہ تشویش لاحق ہوئی کہ عورت کہیں سید زادی نہ ہو، بعد دریافت آپ کی تشویش درست ثابت ہوئی کہ وہ عورت سید زادی بیوہ خاتون تھیں۔ جو کہ باپردہ ہونے کی صورت میں باہر کا کام (مثلاً کنویں سے پانی بھرنا وغیرہ) رات کے اندھیرے میں کرتی تھیں تا کہ کسی غیر کی ان پر نظر نہ پڑے۔

حضرت مخدوم صاحب نے جب سید زادی کا سُنا تو آپ کے دل پر بڑی چوٹ لگی اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے محمد! حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر قیامت کے دن پوچھ لیا کہ میرے اہل بیت کو تو نے کیوں دیکھا؟ تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دوں گا؟

انہیں خیالات نے بہت پریشان کیا آخر سکون قلب کے لیے ایک لوہار کے پاس تشریف لے کر گئے اور ان سے فرمایا: ''میری دونوں آنکھیں نکال دو''۔ اس نے عرض کیا کہ حضور! میں تو یہ جرأت نہیں کرسکتا۔ بالآخر اس عشق کے بندے نے عشق کی انتہا کر دکھائی کہ ''زنبوری لے کر اپنی دونوں آنکھیں نکال لیں''۔ حضرت مخدوم نے عشق کی وہ تاریخ رقم فرمائی کہ ایسا منظر آسمان نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ سبحان اللہ!

مخدوم صاحب جیسے ہی مسجد شریف میں پہنچے فوری طور پر نبی اکرم، نور مجسم، سید عالم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عاشق کو بیداری میں زیارت سے مشرف فرمایا۔ (تذکرہ اولیائے سندھ صفحہ ۳۲۹)

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

خطباء کرام سے مودبانہ گذارش ہے کہ ان روایات کو اپنے خطبات میں بیان کر کے عوام الناس کے دلوں میں "حُب اہل بیت" کی شمع فروزاں کریں۔ جب اہل بیت کے عملی حکایات کو بیان کر کے ان کرداروں کو اُجاگر کر کے مخالفین پر حجت قائم کریں اور عوام الناس میں حُب اہل بیت کی تحریک پیدا کریں۔

شیعہ جعفری فرقہ اہل بیت کا بابانگ دہل دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن ایسے عملی کردار پیش کرنے سے وہ سراسر خالی ہیں۔ یہ سعادت فقط اہل سنت و جماعت کو روز ازل سے نصیب ہے۔ فالحمدللہ!

حُب اہل بیت، اہل سنت کا شعار ہے

حضرت شیخ المشائخ فریدالدین عطار نیشاپوری قدس سرہ (تقریباً ۵۸۵ھ) فرماتے ہیں:

مجھے ان کم فہم لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت نعوذ باللہ اہل بیت سے معاندت رکھتے ہیں۔ جب کہ صحیح معنوں میں اہل سنت ہی کا اہل بیت سے محبت رکھنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ان کے عقائد ہی میں یہ شے داخل ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ان کی اولاد اطہار سے محبت کرنا لازمی ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ سادات کرام کی بہت تعظیم کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ دورانِ سبق سادات کے کمسن بچے کھیل کود رہے تھے اور جب وہ نزدیک آتے تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے اور دس بارہ مرتبہ یہی صورت پیش آئی"۔ (تذکرۃ اولیاء)

خون خیر الرُسل سے ہے جن کا خَمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

ملعون کون؟

امام حافظ ابوالفضل قاضی عیاض مالکی قدس سرہ الاقدس (متوفی ۵۴۴ھ مدفون مراکش) نے فرمایا:

"اہل بیت نبوت، اولادِ رسول، امہات المومنین (تمام ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور تمام صحابہ کرام (اس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی داخل ہیں) کی تنقیص کرنا حرام ہے اور تنقیص کرنے (نقص وعیب نکالنے) والا ملعون ہے۔" (شفا شریف جلد صفحہ ۴۸۸)

اہل بیت سے محبت کرنا

"نامور فلاسفر، بیرسٹر، شاعر مشرق، مصوّر پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم (لاہور) نے اپنے بیٹے (جسٹس) جاوید اقبال کو نصیحت کی کہ اہل سنت وجماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اہل بیت سے محبت کرنا اپنا شعار زندگی بنائے رکھے"۔

(روزنامہ نوائے وقت ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۸۶ء کالم م ش کی ڈائری۔ بحوالہ جنتی گروہ)

گلستانِ زہراء کے سرسبز وشاداب پھول

سورہ کوثر کی تفسیر میں شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ دربار اہل بیت میں یوں گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں:

''اس آیت پاک میں ''الکوثر'' سے مراد اولاد پاک اور نسل اطہر ہے اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشادت دی گئی ہے کہ آپ کی نسل پاک بے حد و حساب ہوگی اور تمام قبائل واقوام سے زیادہ ہوگی۔ کوئی قبیلہ اور قوم گنتی وشمار اور فضائل و کمالات کے لحاظ سے ان کی برابری نہیں کر سکے گی۔

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ﷺ وصال فرما گئے تو کفار ومشرکین نے آپ کو ''ابتر'' کہنا شروع کر دیا۔ ان کا گمان یہ تھا کہ پیغمبر اسلام کی اولاد صلبی نہیں جو کہ ان کی قائم مقام ہو اور ان کے دین ومذہب کو جاری رکھ سکے لہٰذا یہ سلسلہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکے گا اور یہ مذہب بہت جلد ختم ہو جائیگا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کفار ومشرکین اور معاندین کے اس واہمہ کو زائل فرمایا اور محبوب ومطلوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشارت دی کہ اے میرے رسول ﷺ! میں نے آپ کو اتنی اولاد عطا فرمائی ہے کہ وہ قیامت تک ختم نہ ہوگی اور یہ مسلک ومذہب اور دینِ ملت انکے فیوض وبرکات سے ہمیشہ قائم ودائم رہے گا۔ ان کی مخلصانہ اور بے لوث مساعی جمیلہ سے دین اسلام کا پودا ہمیشہ تروتازہ اور سرسبز وشاداب رہے گا۔

اس غیبی خبر کی صداقت اور حقانیت کا اندازہ کیجئے اور پیغمبر آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس معجزہ کی واقعیت اور حقیقت کو ملاحظہ کیجئے، وہ گستاخ وبے ادب

اور طعنہ زن کفار نیست و نابود ہو گئے، لیکن دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہ ہوگا جہاں آنحضور شافع یوم النشور علیہ السلام کی اولاد پاک اور سادات کرام موجود نہ ہوں۔ وہ دشمن جنہوں نے اہل بیت کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کی، وہ خود مٹ گئے لیکن اہل بیت کو نہ مٹا سکے، آج نہ یزید ہے، نہ ابن زیاد، نہ ان کا نام ونشان۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا، نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

لیکن ایک عابد بیمار حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نسلِ اقدس میں اللہ تعالیٰ نے وہ برکت عطا فرمائی کہ تمام اطراف واکناف عالم میں یہ نوری نسل پھیلی ہوئی ہے اور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب حسن وجمال کی یہ نورانی کرنیں اہل جہاں کے دلوں کو منور کیے ہوئے ہیں اور تمام عالم کے لیے سرچشمۂ رُشد وہدایت بنی ہوئی ہیں۔

رب کریم جل وعلا نے انہیں (اہل بیت کرام کو) مختلف خصوصیات سے سرفراز فرمایا اور ہر ایک کو نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوۃ والسلام کے حسن وکمال کا مظہر بنایا اور ہر ایک سے محبوب کی نئی شان کو ظاہر فرمایا۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اپنے زہد وتقویٰ کے لحاظ سے سب زُہاد اور متقین کے لیے امام وپیشوا اور سب عابدین کے لیے سرمایۂ عز وافتخار، امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اپنی خداداد فہم وفراست اور فطانت وبصیرت کی بدولت سب علوم پر حاوی وغالب، ہر مسئلہ وعقدہ کی تہ تک پہنچنے والے ہیں اور اسی بناء پر "باقر" کا لقب پانے والے ہیں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ایسے عالم وفاضل، عارف وکامل کہ امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسے مقتداء زمانہ مجتہد بھی ان کے فیض یافتہ شاگرد اور انہی کے خرمنِ علم سے خوشہ چیں ہیں۔

حضور غوث اعظم شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف)
گلستان زہراء رضی اللہ عنہا کے وہ پھول جن سے حُسنی و حُسینی نگہت بیک وقت مشام جان کو معطر کرتی ہے، جو ملکِ معنیٰ اور عالم حقیقت کے تاجدار ہیں، سلطنت روحانیت کے شہنشاہ ہیں اور تمام اولیائے زمانہ، اغواث واقطاب وقت کی گردنوں پر ان کا قدم ہے قدمی ھذا علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"۔

جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عطائے رسول، سلطان اولیاء خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ، جو حُسنی حُسینی باغ کے نادیدہ خزاں پھول ہیں، جنہوں نے کفرستان ہند میں شمعِ اسلام کو روشن فرما کر لاکھوں دلوں کو نور ایمان سے منور فرمایا۔

الغرض اہل بیت کے یہ انوار، فتن و فجور اور کفر والحاد کی تاریکیوں میں مینار نور ثابت ہوئے اور کشتی اُمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے ناخدا، اہل بیت کے ان نونہالوں اور گلشن مصطفوی کے ان نادیدہ خزاں پھولوں کی طہارت و پاکیزگی، نزاہت و پاکدامنی پر قرآن پاک شاہد صادق ہے اور دلیل ناطق ہے۔

الحاصل اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعدہ فرمایا بلکہ انہیں جو مژدہ سنایا اسے اس طرح پورا فرمایا کہ نہ اعداد وشمار اور گنتی وحساب میں اولاد پاک مصطفیٰ علیہ افضل الصلوۃ والثناء کی برابری ہوسکتی ہے اور نہ ہی شرف و فضل رفعت و مرتبت اور بلندی درجات و کمالات کے لحاظ سے ان پر کسی کو برتری کا دعویٰ ہوسکتا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ تمہاری اولاد تو کوثر ہے۔ (کوثر الخیرات ۲۶)

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سوچئے بار بار!!

سلطان العارفین، امام الصوفیہ، شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۸ھ) اپنی تصنیف "مسامرات الاخیار" میں اپنی سند متصل سے حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی، انہوں نے فرمایا:

مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ حج کے لیے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات خرید لاؤں، میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سید زادی ہوں میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا، اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیئے اور انہیں کہا: آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کریں، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور واپس آ گیا، اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا شوق میرے دل سے نکال دیا۔

دوسرے لوگ چلے گئے، حج کیا اور واپس آئے، میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کی جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے، کئی دوستوں نے اسی طرح کہا۔ (مجھے فکر لاحق ہوئی) رات کو سویا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ تمہیں حج کی جو مبارکباد دے رہے ہیں تو اس پر تعجب

نہ کرتم نے ایک کمزور اور ضرورتمند میری بیٹی کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کریگا، اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو۔" (برکات آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

وہ سرمایہ دار جو ہر سال نفلی حج وعمرہ کرتے ہیں اگر انہیں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق سچا، محبت صادق ہے تو اپنے پر سادات کو ترجیح دیں، آپ کی آل کو بھی اس شرف سے مشرف کریں یعنی اولاد کو اپنے نانا جان کے حضور میں پہنچانے کا ذریعہ بنیں۔ متقدمین کی سنت کو دوبارہ زندہ کریں، اسی ولولہ وجذبہ کو اجاگر کریں، سادات (سفید پوش) کو ہر سال ڈھونڈ ڈھونڈ کر بھجوانے کا اہتمام کریں۔ پھر دیکھئے سادات کرام کی امداد کا انعام حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دربار معلیٰ سے کیا ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَسَلِّمْ

خاتون جنت کو اپنی اولاد عزیز ہے

امام ابن حجر مکی ہیتمی (متوفی ۹۷۴ھ) تقی الدین فاسی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بعض ائمہ کرام سے روایت کی کہ وہ سادات کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

سادات کرام میں ایک شخص تھا جسے مُطَیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہوا تو اس وقت کے عالم دین نے اس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی آپ کے ہمراہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا، جب اس نے درخواست کی کہ مجھ پر نظر رحمت فرمائیں تو حضرت خاتون جنت اسکی طرف متوجہ نہیں ہوئیں، اس پر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا:

"کیا ہمارا مقام مُطَیر کے لیے کفایت نہیں کر سکتا"۔؟ (ایضاً)

بیشک کرسکتا ہے۔ گنہگار سادات کے زخموں پر آپ مرہم پٹی نہیں کریں گی تو اور کون کرے گا۔ ہر ایک کو اپنی اولاد پیاری ہوتی ہے بیشک آپ کو بھی اپنی آل عزیز ہے۔ گناہ سے نسب نہیں ٹوٹتا۔ جیسے بھی ہیں آپ کے ہیں۔

"جس کا جو ہوتا ہے رکھتا ہے اُسی سے نسبت"

تیری ضرب ہی کلائی پر لگی ہے

عارف باللہ امام عبدالوہاب شُعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف الجیرہ نے ایک سید کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ اس سے اعراض فرما رہے ہیں، اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے؟

فرمایا: تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس نے عرض کیا: ہاں۔

آپ نے فرمایا: تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے، پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہو"۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

نافرمان اولاد، نسب آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خارج نہیں

سیدی شیخ محمد فاسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حُسینی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے، خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام لے کر فرمایا: اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا

ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو، میں نے عرض کیا: خدا کی پناہ! یا رسول اللہ! میں تو ان کے خلافِ سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں۔

فرمایا: کیا یہ فقہی مسائلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا: یہ نافرمان اولاد ہے۔

جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا"۔ (ایضاً)

معترض کہہ سکتے ہیں کہ پہلے دور میں علماء وزراء وغیرہ کے خوابوں میں بزرگ بلکہ خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آکر انہیں تنبیہ فرماتے تھے، لیکن آج کل ایسا کیوں نہیں؟

اس لیے کہ آج کل رہنما، وزراء، رؤسا، افسر، حکمراں وغیرہ کو دین سے دلچسپی نہیں رہی، ساری رات ٹی وی (ٹی بی) ڈش اور کیبل کی نذر ہو رہی ہیں اور دن دنیاداری میں اور دوسری طرف دیکھا جائے کہ مال حرام کی ریل پیل ہے، تو ایسے حالات میں پاک بزرگوں کی آمد اور ان کی روحانیت کس طرح متوجہ ہو سکتی ہے!!

محبانِ اہل بیت کا مقام

شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلال بغدادی فرماتے ہیں:

مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت (سکرات) میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوا، منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا، جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اسے صورت بیان کی، تو اس نے کہا: میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: "اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔" چنانچہ وہ (فرشتے) چلے گئے"۔ (ایضاً)

اگر عاقبت کو آرام دہ بنانا ہے تو سادات کرام سے محبت رکھیں، ان کی عزت و احترام بجالائیں، احترام سے اس طرح پیش آئیں جس طرح سردار سے پیش آیا جاتا ہے۔ اردگرد ماحول کا جائزہ لیں، پڑوس میں ایک نظر ڈالیں، سادات کرام کو ڈھونڈیں اور ان کی ضروریات کو پورا کریں اور سراپا خادم بن جائیں یہی ہماری تمہاری آخرت کے لیے بہتر ہے۔

سیّد سے امتحان نہ لیں

شیخ عدوی نے اپنی کتاب ''مشارق الانوار'' میں، محدث ابن جوزی (۵۹۷ھ) کی تصنیف ''ملتقط'' سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک ''سید'' قیام پذیر تھے۔ ان کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں، قضاء الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتتِ اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی، میں وہاں سخت سردی میں پہنچی میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ رئیسِ شہر ہے۔ میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حالِ زار بیان کیا اس نے کہا ''اپنے سید ہونے پر گواہ پیش کرو''۔ اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی، میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹھا ہوا دیکھا جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے، میں نے سوچا ممکن ہے، اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے چنانچہ میں اس کے پاس پہنچی، اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیسِ شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔

اس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہو کر آئے چنانچہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا اور اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ، وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی، مجوسی نے اپنے گھر میں ہمارے لیے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا ،ہمیں بہترین کپڑے پہنائے ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور لواء الحمد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر انور پر لہرا رہا ہے، آپ اس نے اس رئیس سے اعراض فرمایا، اس نے عرض کیا حضور! آپ مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں، حالانکہ میں مسلمان ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو"۔ وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس سیدزادی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل شیخ (مجوسی) کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے"۔

رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں کو اسی عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اسی مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ سیدانی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے۔

رئیس نے کہا: اسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا۔ رئیس نے کہا: مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا: بخدا ایسا نہیں ہوسکتا اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا: جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا

ہے، تم اس لیے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ سیدانی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں، میں نے رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا:

''چونکہ تم نے اس سیدانی کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لیے یہ محل تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تم جنتی ہو''۔ (برکاتِ آلِ رسول ﷺ)

سادات کی عمدہ ضیافت

حضرت شیخ احمد مجد شیبانی قدس سرہ (متوفی ۹۲۷ھ) جو کہ حضرت امام محمد شیبانی ﷺ شاگرد رشید حضرت امام اعظم سراج الامہ امام ابو حنیفہ تابعی ﷺ (مدفون بغداد شریف) کی اولاد امجاد سے ہیں اور علوم شریعت و طریقت کے جامع اور صاحب ورع و تقویٰ اور ذوق و شوق تھے، جن کی ساری زندگی تدریس، عبادت و ریاضت اور امر بالمعروف و نہی عن منکر میں گزری، ان عارف کامل بزرگ کے حالات شریفہ میں شیخ الھند عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

شیخ احمد مجد خاندانِ نبوت سے انتہائی محبت و الفت رکھتے تھے۔ دسویں محرم الحرام کو نئے لوٹے شربت سے پُر کر کے اپنے سر پر رکھ کر سادات کرام کے گھروں میں جاتے اور ان کے غریبوں اور درویشوں کو پلاتے اور ان دنوں خوب رویا کرتے تھے۔

اگر کسی سید سے کسی کی لڑائی بھڑائی ہوتی تو آپ اُس کے پاس خود جاتے اور اس کو منوا کر سید صاحب کی بات اونچی رکھتے اور فرماتے کہ ان سے اگر کسی مقام پر شرعاً خصومت کا حق بھی ہو تب بھی مروّت ہی سے پیش آنا چاہیے (اخبار الاخیار)

تعظیم، اہل بیت کا حق ہے

ناصر اسلام حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار نقشبندی قدس سرہ (متوفی ۸۹۵ھ) ایک روز سادات کرام کی توقیر و تعظیم کے بارے میں فرما رہے تھے کہ جس بستی (گوٹھ) میں سادات کرام رہتے ہوں میں اُس میں رہنا نہیں چاہتا کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے۔ میں ان کی تعظیم کا حق بجا نہیں لا سکتا۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

سادات کی تعظیم کے لیے قیام

خواجہ احرار قدس سرہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز امام اعظم سراج امت سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھے کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوا۔ آخر کار حضرت امام کے ایک شاگرد نے دریافت کیا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سادات کرام کا ایک صاحبزادہ لڑکوں کے ساتھ مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں۔ وہ صاحبزادہ جب اس درس کے قریب آتا ہے اور اس پر میری نظر پڑتی ہے تو میں اُس کی تعظیم کے لیے اٹھتا ہوں۔" (ایضاً)

معیارِ محبت میں کمال

محبت کا مقتضیٰ ہے کہ محبوب کی طرف منسوب ہر چیز سے محبت کی جائے، اس کا ادب واحترام کیا جائے، اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا جائے پس امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ اس معیارِ محبت میں کمال رکھتے تھے، وہ ساداتِ کرام کا بے حد ادب واحترام کرتے تھے کہ ساداتِ جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے ادب واحترام کا حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حکم دیا، اسی لئے وہ اہل ایمان کے سر کا تاج ہیں، ان کا ادب اور احترام ہر مومن کے ایمان کا جز ہے۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نُور کا

مولانا احمد رضا بریلوی کا ارشاد ہے: ''قاضی جو حدودِ الٰہیہ نافذ کرنے پر مجبور ہے اس کے نزدیک اگر کسی سید زادے پر حد ثابت ہو تو باوجودیکہ اس پر حد جاری کرنا فرض ہے لیکن حکم ہے کہ سید کو سزا دینے کی نیت نہ کی جائے بلکہ یہ نیت ہو کہ شہزادے کے پیر (پاؤں) میں کیچڑ لگ گئی ہے اس کو صاف کیا جا رہا ہے''۔

ایک بار مولانا احمد رضا بریلوی پالکی میں رونق افروز ہوتے ہیں، کہار پالکی اٹھا کر تھوڑی ہی دور چلتے ہیں کہ حکم ملتا ہے ٹھہرو، پالکی رکھ دو، باہر تشریف لاتے ہیں چہرے پر خوف وغم کے ملے جلے اثرات ہیں۔ کہاروں سے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھتے ہیں: ''آپ میں سے کوئی آلِ رسول ﷺ تو نہیں ہے، اپنے جدِّ اعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واسطہ سچ بتایئے۔'' کہاروں میں سے ایک شخص کا رنگ فق ہو گیا، دیر تک خاموش رہنے کے بعد دبی آواز میں کہا: ''مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھی جاتی آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میرا راز فاش کر دیا''۔ ابھی اس سید صاحب کی بات پوری بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ مولانا کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ روتے ہوئے سید صاحب سے التجا کر رہا ہے:

شہزادے! میری گستاخی معاف کر دیجئے، لاعلمی میں یہ گستاخی ہوئی، روزِ قیامت اگر آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوال کر لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوشِ نازنین، اس لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا، اس وقت بھرے میدان عشق میں غلام کی کیسی رسوائی ہوگی۔''

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشقِ دلگیر اپنے روٹھے محبوب کو مناتا ہے اسی انداز میں مولانا، سید صاحب کی منت سماجت کر رہا ہے اور لوگ حیرت زدہ آنکھوں سے عشق ومحبت کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھ رہے ہیں کئی بار

سید صاحب سے معافی کا اقرار کرا لینے کے بعد مولانا نے ایک التجا پیش کی حضور! اب مجھے اس تقصیر کا کفارہ ادا کرنے کا موقع بھی فراہم کیجئے، اس طرح کہ آپ پالکی میں رونق افروز ہوں اور میں اسے اٹھاؤں لاکھ انکار کے باوجود سید صاحب کو عاشق کی بات ماننی پڑی، اب ایک عجیب منظر تھا کہ مولانا صاحب کہاروں کے ساتھ مل کر ایک گمنام سید صاحب کی پالکی اٹھائے چلا جارہا ہے اور چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے، دمک رہا ہے قدم تیزی سے اٹھ رہے گویا اس نے اپنی کامیابی وکامرانی کی منزل کو دیکھ لیا ہو اور اس تک پہنچنے کے لیے بے چین ہو۔

(علامہ سید سعادت علی قادری مدظلہ کے مضمون سے ماخوذ: مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۳ء)

حضرت جنید اور سید صاحب

سلطان العارفین امام اولیاء حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہ (۲۹۷ھ) سرکار غوث اعظم اور حضرت داتا گنج بخش کے مشائخ طریقت میں سے ہیں۔ ان کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ شروع میں پہلوان تھے۔ پھر مشائخ طریقت امام، صوفیاء کرام کے پیشوا کیسے بنے۔ ذرا دل کے توجہ کے ساتھ اس واقعہ کو ملاحظہ فرمائیں:

جنید نامی بغداد کے بادشاہِ وقت کے درباری پہلوا تھا۔ وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ایک روز دربار لگا ہوا تھا۔ اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے کہ ایک چوبدار نے آکر اطلاع دی۔ صحن کے دروازے پر ایک لاغر و نیم جان شخص کھڑا ہے۔ صورت و شکل کی پرگندگی اور لباس و پیراہن کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ ضعف ونقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں، زمین پر کھڑا رہنا مشکل ہے لیکن اس

کی آواز کے تیور اور پیشانی کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے۔ آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں قلعہ کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام دربار شاہی تک پہنچا دیا جائے۔

کشتی کے مقابلے کے لیے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کر دی گئی محکمہ نشرو اشاعت کے اہل کاروں کو حکم صادر ہوا کہ ساری مملکت میں اس کا اعلان کر دیا جائے۔

اب وہ شام آگئی تھی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔ آفتاب ڈوبتے ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد شریف میں ہر طرف منڈلا رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی شہر کے سب سے وسیع میدان میں نمایاں جگہوں پر قبضہ کرنے کے لیے تماشائیوں کا ہجوم آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا۔ خدام وحشم کے ساتھ حضرت جنید بھی بادشاہ کے ہمراہ تشریف لائے۔ سب آچکے تھے۔ اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ چند ہی لمحے کے بعد جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف ولاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے ہانپتے چلا آرہا ہے۔ مجمع سے قریب ہونے کے بعد آثار وقرائن سے لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ وہی اجنبی شخص ہے جس کا انتظار ہو رہا تھا۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا۔ اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشائیوں کے لیے بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا۔ پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل وحرکت دیکھ رہا تھا حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لیے پنجہ بڑھایا اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا: ”جنید! کان قریب لائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے“۔ میں کوئی پہلوان نہیں ہوں، زمانے کا ستایا ہوا ایک آلِ رسول ہوں، سیدہ فاطمہ کا ایک چھوٹا سا

کنبہ کئی ہفتوں سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جان ہے، سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں۔ ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا۔ لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں تک پہنچا ہوں۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ میں نے تمہیں صرف اس اُمید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے، آج اس کی آبرو رکھ لو، وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا''۔

اجنبی سید کے یہ چند جملے نشتر کی طرح حضرت جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں، عشق وایمان کا ساگر موجوں کے تلاطم سے زیروزبر ہونے لگا۔ آج کونین کا سرمدی اعزاز سر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا عالمگیر شہرت وناموس کی پامالی کے لیے دل کی پیش کش میں ایک لمحے بھی تاخیر نہیں ہوئی۔ بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا۔ ''کشور عقیدت کے تاجدار! میری عزت وناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے تمہارے قدموں کی اڑتی ہوئی خاک پر نثار کر دوں چمنستان قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کے لیے اگر میرے جگر کا خون کام آسکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہارے نقش پا میں جذب کرنے کے لیے تیار ہوں۔ بس اس آس پر کہ کل میدان محشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زرخرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور سید

سے پنجہ ملا کر گتھ گئے۔ سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے۔ سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساکت و خاموش نظر جمائے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ دوسرے ہی لمحے جنید چاروں شانے چت تھے اور سینے پر سیدہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔

حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سید کو گود میں اٹھالیا میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ تحسین و آفرین کے نعروں سے کان پڑی سنائی نہیں دیتی تھی۔ شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گشت کرتا رہا۔ رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت و انعامات کا بیش بہا ذخیرہ لے کر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا۔

حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے نہیں رہ گئی تھی ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر مدح و ستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور و شاد ہو رہا تھا۔

ہجوم ختم ہو جانے کے بعد خود ہی اٹھے اور شاہراہ عام سے گذرتے ہوئے اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے۔ آج کی شکست کی ذلتوں کا سرور ان کی روح پر ایک خمار کی طرح چھا گیا تھا۔ عمر بھر کی فاتحانہ مسرتیں وہ اپنی ننگی پیٹھ کے نشانات پر بکھیر آئے تھے۔

حضرت جنید کی پرنم آنکھوں پر نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ خاکدان گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے۔ عالم بے خودی میں حضرت جنید، سلطان کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا:

جنید! اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کرلو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لیے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔ سر اٹھاؤ! تمہارے لیے فتح وکرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان وتقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ کو غبار اور چہرے کے گرد کا نشان دھوڈالو۔ اب تمہارے رُخِ تاباں میں خاکدان گیتی ہی کے نہیں عالمِ قدس کے رہنے والے بھی اپنا مُنہ دیکھیں گے۔ دربار یزدانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز تمہیں مبارک ہو"۔

ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جنید کو سینے سے لگایا۔ اس عالم کیف بار میں اپنے شہزادوں کے جان نثار پروانے کو کیا عطا فرمایا اس کی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی۔ جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں نُور کی کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق وعرفان کی شراب کے پیمانے جھلک رہے تھے، دل کی انجمن تجلیات کا گہوارہ بن چکی تھی، لبوں کی جنبش پر کارکنان قضا وقدر کے پہرے بٹھادیے گئے تھے، غیب وشہود کی ساری کائنات شفاف آئینے کی طرح تارِ نظر کی گرفت میں آگئی تھی۔ نفس نفس میں عشق ویقین کی دہکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی، نظر نظر میں دلوں کی تسخیر کا سحرِ حلال انگڑائی لے رہا تھا۔

خواب کی بات بادِ صبا نے گھر گھر پہنچادی تھی، طلوع سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشیوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے خراج عقیدت کے لیے ہزاروں گردنیں جھک گئیں، بادشاہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت و پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا۔ پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی۔ "گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو"۔ منہ

پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و نزار آل رسول فرط خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا "سید الطائفہ" (صوفیہ کی جماعت کے سردار) کی مبارکباد سے گونج اُٹھی۔

(الف و زنجیر از علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ صفحہ ۸۱)

یہ کہانی نہیں حقیقت ہے اور حقیقت آشنا وہ ہی ہو سکتے ہیں جن کے دل میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی چنگاری سُلگ رہی ہے۔

اس آستانہ رحمت سے لو لگائے رہو
یہ دَر نہیں تو کسی در سے کوئی آس نہیں

حسنین کریمین کی محبت کا ایک منظر

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے متعلقہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے عرض کیا: عراق، آپ نے فرمایا: لوگو! اس آدمی کو دیکھو یہ مجھ سے مچھر کے خون کے (حلت وحرمت کے) بارے میں حکم معلوم کر رہا ہے حالانکہ ان (کوفیوں) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسۂ (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مع دیگر اہل خانہ و رفقاء) کو شہید کر دیا ہے۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: حسن و حسین دونوں میرے دنیا میں پھول ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حسنین سے زیادہ کوئی حضور پاک کے مشابہ نہیں تھا۔

(رواہ البخاری فی الادب المفرد۔ جامع ترمذی۔ حیاۃ الحیوان۔ ج اول ۳۴۵، علامہ دمیری ۸۰۸ھ)

اترجوا امة قتلت حُسَیْنًا
شفاعةِ جده' یوم الحساب

کیا تم ایسی امت کے بارے میں جس نے حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے، قیامت کے روز ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت میں اُمید رکھتے ہو؟

حسنین کریمین اولاد مصطفےٰ ہیں

آج کل بعض ہاشمی اور عباسی بھی اپنے ناموں کے ساتھ "سید" لکھتے ہیں، جوغلط ہے۔ وہ اِس لئے کہ یہ لفظ صدیوں سے اولاد رسول کی علامتِ نسب بن چکا ہے۔ سید وہی کہلانے کا مجاز ہے جو امام حسن اور امام حسین کی صُلبی اولاد سے ہو۔ (نام ونسب ۱۴۰)

مشہور مصری محقق علامہ شیخ محمد الصّبان حنفی (متوفی ۱۲۰۶ھ) حضرت امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) کے الرسالة الزینبیه کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"لیکن انہوں نے (علماء نے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ذکر کیا ہے کہ آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کی اولاد آپ ہی کی طرف منسوب ہوتی ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ کی بیٹی کی اولاد کے لئے اس قسم کا ذکر نہیں کیا پس سیدہ فاطمہ کے نواسوں اور نواسیوں وغیرہم پر شریعت مُطہرہ کا وہی قاعدہ لاگو ہوگا، جس میں اولاد بلحاظِ نسب صرف اپنے باپ کے تابع ہوتی ہے، ماں کے نہیں اور اسی لئے سَلف وخَلف کے نزدیک یہ بات طے ہے کہ ایک سیدزادی کی اولاد اُس وقت تک سید نہیں کہلاسکتی، جب تک اُس کا باپ سید نہ ہو، پس سیدہ فاطمہ کی اولاد کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف جاتی ہے اور حسنین علیہم السلام کی اولاد کو حسنین اور نبی اکرم احمد مجتبیٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اور حسنین کریمین کی بہنوں، سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم کی اولاد کو اپنے باپ عبداللہ بن جعفر اور عمر بن خطاب کی طرف منسوب کیا جائے گا، نہ کہ اپنی ماؤں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف، جو سیدہ فاطمہ کے توسُّط سے زینب اور اُم کلثوم کے والد گرامی ہوتے ہیں۔ اِس لئے کہ یہ اولاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی بیٹی (یعنی نواسی) کی ہے نہ کہ آپ کی اپنی بیٹی کی اور اس خُصوصیت پر دلیل وہ ہے جس کا ہم نے پہلے ذکر کردیا اور وہ آپ کی یہ حدیث مبارکہ ہے:

ہر ماں کی اولاد کا ایک جدّی ولی (پشت پناہ) ہوتا ہے، مگر فاطمہ کے دو بیٹے اس عمومی حکم سے مستثنیٰ ہیں، فاطمہ کا ولی ہوں اور حسن وحسین دونوں کا عصبی (جدّی ولی) ہوں، ہر ماں کی اولاد ایک جدّی ولی اور سرپرست کے حوالے سے جانی پہچانی جاتی ہے، مگر فاطمہ کی اولاد وہ ہے جس کا جدّی ولی بھی میں ہوں اور سرپرست بھی۔

(اسعاف الراغبین ۱۸۸ مطبوعہ مصر۔ نام ونسب ۶۰۳ مطبوعہ دربار گولڑا شریف اسلام آباد)

خاندانِ نبوت اور نُورِ ولایت

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ "مقدمہ" میں تحریر فرماتے ہیں!

جب خاتم نبوت کی خلافت حضرت علی ﷺ کی ذات گرامی تک پہنچی تو اس شجر علم وولایت سے درخت طوبیٰ کی مانند بے شمار شاخیں پھوٹیں، جن کے کمالات ہر جانب سایہ فگن ہوئے اور ساری دنیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نور جمال ولایت سے روشن ہوگئی بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد عالی نژاد نے بحکم وراثت حقیقی اور مناسبت ذاتی ولایت کا پُورا پُورا حصہ اور فیض حاصل کیا اور اپنی عصمتِ ذاتی کی بنا پر ولایت معنوی کا عَلَم بلند کرتے ہوئے ظاہری حکومت دوسروں کے لئے چھوڑ دی۔

خاندانِ نبوت سے نُورِ ولایت نہ تو کبھی منقطع ہوا، نہ ہوگا اور آسمانِ ولایت نے بغیر انِ اقطاب کے کبھی قرار نہیں پکڑا۔ اِن ہی میں سے اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا قطب الاقطاب عالم، غوث بنی آدم اور مَرجع جن وانس بنا کر مشرق ومغرب میں مشہور و معروف کر دیا اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کو دین اسلام کا دوبارہ زندہ کرتے والا بنایا۔

اگر چہ جمال محمدی تمام آل میں تابان و درخشاں ہے مگر محی الدین سید عبدالقادر جیلانی میں اِس کا کچھ اور ہی رنگ ہے جو حقیقتاً جمال احمدی اور کمال محمدی کا مظہر اتم ہے"۔ (اخبار الاخیار، مقدمہ)

ائمہ اہل بیت کے بعد غوث اعظم

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے):

اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے کے دو راستے ہیں۔ پہلا راستہ ''قُرب نُبوت'' سے تعلق رکھتا ہے اور یہی اصل الاصل ہے اور اِس راستے کے واصلان انبیاء علیہم السلام ہیں اور اُن کے اصحاب اور تمام اُمتوں میں سے جن کو بھی وہ اِس ذریعہ دولت سے نوازنا چاہیں اُن میں شامل ہیں۔

دوسرا راستہ ''قُرب ولایت'' کا ہے جس کے ذریعے اقطاب، اوتاد، ابدال، نجبا و عام اولیاء واصل باللہ ہوتے ہیں۔ راہ سلوک اسی کو کہتے ہیں۔ اِس راستے کے واصلین کے پیشوا اور اُن کے فیض کا منبع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت سیدہ فاطمہ و حضرات حسنین رضی اللہ عنہم اِس مقام میں اُن کے ساتھ شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبل از ظہور وجود عنصری بھی اِس مقام پر فائز تھے اور اس راہ کے واصلین آپ ہی کی روحانیت کے توسُّل و واسطہ سے منزل مقصود تک پہنچتے رہے۔ آپ کے بعد یہ منصب عالی علی الترتیب حسنین کریمین کو تفویض ہوا اور پھر یکے بعد دیگرے ائمہ اہل بیت کرام اس مقام پر فائز ہوئے۔ اِن سے ماسوا جن کو بھی مذکورہ مقامات عطا ہوئے ان ہی حضرات علیہم السلام کے واسطے سے ہوئے حتیٰ کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کا دور آنے پر یہ منصب عظیم یعنی ''قطبیت کُبریٰ'' آپ کی ذات سے مُختص کر دیا گیا۔ اب جس کو بھی اس راستے کے فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں سرکار غوث اعظم کے توسط سے ہی ہوتی ہیں''۔

(مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر سوم ۲۴۷۔ مترجم قاضی عالم الدین مجددی ناشر: اللہ والے کی قومی دکان لاہور)

شیخ الاسلام اور حب اہل بیت

جن دنوں شیخ السلام، مجدد وقت حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی قادری قدس سرہ العزیز نے سندھ میں "کلہوڑو حکومت" سے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نافذ العمل کروایا تھا تو انہوں نے آپ کو سندھ کا قاضی القضاۃ (یعنی چیف جسٹس) بنادیا اور آپ نے شہر شہر میں قاضی مقرر کر کے سندھ کو عدل وانصاف سے بھر دیا اور سندھ میں دینی درسگاہیں پروان چڑھیں۔

انہیں دنوں ایک سیدزادے سے زنا سرزد ہوگئی۔ عدالت میں مسئلہ پیش ہوا لیکن قاضی صاحب آپ کی محبت اہل بیت سے باخبر تھے لہٰذا انہوں نے حضرت شیخ السلام کی جانب رجوع کیا۔ آپ نے فرمایا: میرے جواب کا انتظار کریں۔ آپ نے اسی رات سیدزادے کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیکھا۔ آپ صبح اٹھے تو نہایت پریشان تھے کہ اس خواب کا کیا مطلب ہے۔ دوسری تیسری رات بھی وہی منظر دیکھا۔

آپ نے تیسری رات سیدزادے کا بازو پکڑ کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! شہزادہ بھی آپ کا خون ہے اور شریعت مطہرہ کے احکام بھی آپ کے ہیں، آپ میرے حوالے کریں تاکہ میں شریعت پر عمل کروں۔

سرکار علیہ الصلوۃ والسلام سید صاحب کا بازو دیتے ہوئے فرمایا: دراصل تمہارا امتحان تھا لیکن تم نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔

صبح کو شیخ الاسلام نے قاضی صاحب کو تحریر کیا کہ سیدزادے پر حد جاری فرمائیں لیکن سزا کی نیت سے نہیں بلکہ اس نیت سے کہ سید صاحب کے پائے اقدس میں کیچڑ لگ گئی ہے جس کو ہٹا کر پائے مبارک کو صاف کر رہا ہوں۔

سادات کرام کی سچی غلامی طلب کر

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ دعا کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقہ میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے۔ آمین

(الملفوظ ج دوم ۱۵۵۔ ماہنامہ معارف رضا کراچی سالنامہ 2007ء ص ۹۷)

شیخ طریقت مولانا ضیاء الدین مدنی قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی آخری وصیت!

جب میں مرجاؤں تو مجھے اہل بیت کے قدموں میں لے جا کر ڈال دینا (اور کبھی فرماتے پھینک دینا) میں خود ہی دوڑ کر ان کے قدموں سے لپٹ جاؤں گا"۔

(ضیاء الدین احمد قادری ج ۲، حکیم محمد عارف نوری، جہان رضا لاہور اپریل 2007ء ص 23)

ان واقعات میں جہاں اہل سنت و جماعت اور خشک دماغ مولوی حضرات کے لئے درس عمل ہے، وہاں شیعہ فرقہ کے لئے حجت ہے کہ وہ اپنے فرقے سے حب اہل بیت سے لبریز ایسے عملی واقعات اور زندہ کردار پیش کریں لیکن وہ پیش ہرگز نہیں کرسکتے، وہ تو صرف خالی کھولی باتیں کرنا جانتے ہیں، کیونکہ ان کی محبت لفاظی ہے اور اہل سنت و جماعت کے اولیاء اور علماء و ربانیین کو حقیقی غلامی اہل بیت حاصل ہے۔

اصحاب و آل کا ہی کرتا ہے احترام
ہر جس کے دل میں سچی محبت حضور سے

سادات کرام پر حضرت عمر کا احسان

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت حق تھی کیونکہ اگر حضور عمر کی خلافت غلط ہوتی تو اس میں جو جہاد (اسلامی فتوحات) ہوا اور مال غنیمت حاصل ہوا وہ بھی غلط ہونگے تو پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا نکاح بی بی شہر بانو سے کیسے درست ہوگا؟

بی بی شہر بانو رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مال غنیمت میں آنے کا واقعہ شیعہ امامیہ کی معتبر و مستند کتاب ''اصول کافی'' کے ''باب مولد علی بن حسین'' میں ثابت ہے۔

یاد رہے کہ خلیفہ غاصب، عطیہ باطل تو ایسا عطیہ اہل بیت کرام پر حرام ہے۔ سادات کرام کی اماں جان بی بی شہر بانو رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عطیہ ہیں۔

خلیفہ غاصب عطیہ حرام تو معاذ اللہ سادات کرام حرام زادے؟

ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر کی خلافت بھی برحق اور اس کا عطیہ بھی جائز۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مشورے سے بی بی شہر بانو رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیا اور اس کا حق مہر بھی حضرت عمر فاروق نے بیت المال سے ادا کیا تھا۔

جلاء العیون ... منتهی الآمال ص ۲. ج ۲)

حضرت عمر فاروق کی خلافت سے ناراض رہنے والے سید زادے ہماری التماس پر ٹھنڈے دل سے ضرور غور کریں۔

درسِ عمل

اے اپنے سید ہونے پر فخر کرنے والو! آؤ اپنی سادات پر ناز کرنے والو اٹھو! اپنے آپ کو اہل بیت کہلانے والو جاگو! آل نبی اور اولادِ علی کی سعادت حاصل کرنے والا آنکھیں کھولو اور حضرت امام حسین ؑ سے خونی رشتہ رکھنے والے سیدو اپنے مقام کو پہچانو۔

آفتاب اسلام آپ کے گھر سے طلوع ہوا۔ ماہتاب دین آپ کے حُجرے سے چمکا۔ چشمہ شریعت و ہدایت آپ کے آستانے سے پھوٹا اور نُورِ قرآن آپ کے مصلّے سے ضیاء بار ہوا۔ فرشتوں نے تمہارے گھر کی دربانی کی، جبریل نے تمہارے دَر کی غلامی کی اور حُوروں نے تمہاری شانِ اقدس کے قصیدے پڑھے اور خود خدا تعالیٰ نے تمہاری عظمت میں آیت تطہیر نازل فرمائی۔ محراب و منبر کے وارث! قرآن و مصلے کے حقدار! دین و شریعت کے پاسبان! رُشد و ہدایت کے مرکز! حق و صداقت کے علمبردار! سخاوت و شرافت کے منبع! عدالت و امامت کے پیشوا! فقیری و درویشی کی بنیاد اور خلافت اسلامیہ کے محافظ تم ہو۔ اس لیے اپنے نانا جان پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان یاد کرو کہ ”میں نسلِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے لیے دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اپنی عترت“۔

مگر اے عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! تم مخدوم اور مخدوم زادے تو بن گئے۔ پیر اور پیر زادے تو بن گئے اور نواب و نواب زادے تو بن گئے لیکن افسوس کہ تم مبلغ دین نہ بن سکے، عامل قرآن و شریعت نہ بن سکے، پابند صوم و صلوٰۃ نہ بن سکے اور اولادِ علی ہو کر تم علی کے نقشِ قدم پر نہ چل سکے، حالانکہ یہ سب کچھ تمہارے ذمّے تھا اور ہے۔

دینِ اسلام کی تبلیغ، قرآن و سنت کی نگہبانی، حق و صداقت کی حفاظت،

امانت خداوندی کی رکھوالی اور فقر و درویشی کی پاسداری تمہارے ذمے تھی اور اب بھی ہے۔ حق پرستی تمہارا شعار تھا اور حق گوئی تمہارا منصب، عبادت وسخاوت تمہارا شیوہ تھا اور ہدایت وامامت تمہارا پیشہ اور یہ محراب ومنبر تمہارے تھے اور یہ مسجدیں ومصلے بھی تمہارے، یہ مدرسے بھی تمہارے تھے اور یہ خانقاہیں بھی تمہاری۔ تمہارے باپ نے ظالموں کے گھوڑوں کے نیچے بھی سبحان ربی العظیم کہا تھا، تہہ خنجر بھی سبحان ربی الاعلیٰ پکارا تھا اور نیزے کی نوک پر بھی قرآن سُنایا تھا۔ مگر تم سوچو اور اپنی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھا کر دیکھو کہ تم کیا کرتے تھے اور اب کیا ہو۔ کیا یہ عیش پرستی، یہ دُنیا داری، یہ بے عملی، یہ جہالت، یہ عیاشی، یہ شکاری کُتے اور یہ سامانِ تعیش تمہاری شان کے لائق ہے، تمہارے منصب کے مطابق ہے اور کیا تمہارے مقام کے شایانِ شان ہے؟ نہیں، ہر گز نہیں۔

تو پھر اُٹھو، خدارا اُٹھو! اپنے نانا جان اور دادا جان کے نام پر اٹھو! اپنے بازوں میں قوتِ حیدری لے کر اٹھو، اپنے سینوں میں قرآن لے کر اٹھو، اپنے دلوں میں امام حسین کا عزم لے کر اٹھو حضرت شبیر کا جاہ وجلال لے کر اٹھو اور فاطمہ کے لال کا جذبہ لے کر اٹھو۔

اٹھو! ظالموں ومنافقوں کو ایک بار پھر شجاعت علی دکھادو، عظمت حسین بتادو اور حق پرستی وحق گوئی کی دھوم مچادو۔

اٹھو! زمانے کو عترت پیغمبری کی شان دکھادو۔ سیدہ فاطمہ کی آن بتادو۔

اٹھو! زمانے کے رہبر بن جاؤ۔ دنیا کے راہنما بن جاؤ۔ نسلِ انسانی کے پیشوا بن جاؤ اور مسلمانوں کے مقتداء بن جائیے۔ (خاک کربلا) مولانا سید افتخار الحسن فیصل آباد)

درسِ عبرت

مجاہد اہل سنت مولانا سید محمد جمال الدین کاظمی صاحب کا "درسِ عبرت" سنیئے فرماتے ہیں:

اُمت مسلمہ کو آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کا جائزہ لینا ضروری سمجھتا ہوں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کو امت مسلمہ کے اکثر علماء پس پشت ڈالے ہوئے ہیں، آل بیت کی عزت وتکریم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سے پیش کرنے کے مناظر بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ محبت اہل بیت کے لفظوں کو چاٹنے والوں کی اکثریت آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت عداوت رکھتی ہے۔

آج کل تو خصوصاً سید زادی کے نکاح کا مسئلہ علماء امت کے لیے سبب جنگ وجدال بنا ہوا ہے اور کئی ایسے علماء بھی ہیں جن کے پہلے اس سلسلہ میں عدم جواز پر تحریریں موجود ہیں۔ لیکن آج بہک رہے ہیں۔

ایک دفعہ اہل بیت کی محبت وعزت کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی، کچھ علماء اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ ہمارے دل حُب اہل بیت سے معمور ہیں اور ہم اہل بیت کی عزت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا کہ آج تک زندگی میں، میں ہزاروں میٹنگوں میں شریک ہوا علماء کی کمیٹیوں کے چناؤ میں شریک ہوا لیکن آج تک میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ سید کے مقابلے سے دستبردار ہوا ہو یا علماء نے یہ کہا ہو کہ چونکہ ہم میں فلاں عالم دین سید موجود ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد ہونے کے باعث وہ ہم سے افضل ہے لہٰذا بلا مقابلہ فلاں اعلیٰ عہدہ اس کے سپرد کرتے ہیں۔ کیا یہی محبت ومودت اہل بیت ہے (جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے)۔ عام مسلمانوں میں پھر بھی کچھ نہ کچھ محبت اہل بیت کے جذبات پائے جاتے ہیں لیکن علماء تو الا ماشاء اللہ۔ علماء فرمان مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قطعاً بے نیاز ہیں انہیں اس سلسلہ میں نہ رب العالمین کے احکام کا خیال ہے اور نہ ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ارشادات کا کوئی پاس۔ (گل گلستان اہل بیت صفحہ ۹ مطبوعہ ۱۹۹۵)

برصغیر میں نام کے آخر میں ''شاہ'' کا لفظ بھی سادات کرام کے لیے مخصوص ہوگیا ہے (ایضاً صفحہ ۱۱) ایسے علماء ومشائخ جو کہ سادات کے خاندان سے نہیں ہیں ان کے نام کے آگے یا پیچھے شاہ کا لفظ ترک فرمادیں۔ سادات کی انفرادیت کوملحوظ خاطر رکھیں: شاہ عبدالحق، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز بلکہ یوں لکھئے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی، وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے لوگوں کو ''بارگاہ'' لفظ کو استعمال کرنا ترک کردینا چاہے کیونکہ اس سے شیعہ سے تشبیہ ہوتی ہے مثلاً: بارگاہِ الٰہی، بارگاہ نبوی، بارگاہ غوثیہ وغیرہ اس کی بجائے دربار الٰہی، دربار نبوی، دربارِ رسالت، دیار حبیب، درگاہ غوثیہ وغیرہ۔ الفاظ استعمال میں لانے چاہئیں۔

آخری بات

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ: ''آگاہ ہوجاؤ کہ میرے اہل بیت تم لوگوں کے لیے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کے مانند ہیں جو شخص کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا''۔ (مشکوٰۃ)

اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں تو ان میں سے تم جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤ گے''۔ (مشکوٰۃ)

حضرت علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ (متوفی ۶۰۶ ھ) فرماتے ہیں کہ بحمد للہ تعالیٰ ہم ''اہل سنت وجماعت'' محبت اہل بیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ہدایت کے

چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہدایت پائے۔ لہٰذا ہم لوگ قیامت کی ہولناکیوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۱۲۸ امام علی قاری)

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ''محبت اہل بیت'' کی کشتی پر سوار نہیں ہوئے جیسے خارجی (مذہب والے ابن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار) کہ انہوں نے محبت کے بجائے اہل بیت سے دشمنی کی تو وہ ہلاک ہو گئے اور رافضی (شیعہ) جو اس کشتی میں سوار تو ہو گئے مگر ہدایت کے ستارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم سے ہدایت نہیں حاصل کی تو وہ بھی کفر و ضلالت کی تاریکی میں کھو گئے۔

سرور کائنات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۔ خبردار ہو کر سُن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۳۹۰ بحوالہ خطبات محرم: مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ)

صدر الافاضل، نعیم ملت، حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ رقمطراز ہیں: امام احمد نے روایت کی کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے سیدین کریمین حسنین شہیدین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''جس شخص نے مجھ سے محبت رکھی اور ان کے والد، والدہ سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔'' یہاں معیت سے مراد قرب حضور ہے کیونکہ انبیاء کرام کا درجہ تو انہیں کے ساتھ خاص ہے۔ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے ''محبین اہل بیت'' کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جنتی ہونے کی خبر دی اور مژدہ قرب سے مسرور فرمایا۔ مگر یہ وعدہ اور بشارت مومنین مخلصین اہل سنت کے حق میں ہے۔ روافض اس کا محل نہیں۔ جنہوں نے اصحاب رسول کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان

میں گستاخی و بے باکی اور اکابر صحابہ کے ساتھ بغض وعناد اپنا دین بنالیا ہے۔ ان لوگوں کا حکم مولا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے فرمایا: یَھْلِکُ فِیَّ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یعنی میری محبت میں مفرط ہلاک ہوجائے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے: لا یجمع حُب علی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن.

یعنی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور (شیخین جلیلین) ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا"۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بغض وعداوت رکھنے والا حضرت مولیٰ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی محبت کے دعوٰی میں جھوٹا ہے۔ (سوانح کربلا صفحہ)

کوئی مرزائی، رافضی، چکڑالوی، وہابی (کمیونسٹ، منکر حدیث پرویزی، دیوبندی، غیر مقلد، غیر اسلامی جماعت وغیرہ) سید نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ سید ہونے کے لیے ایمان ضروری ہے اور وہ ایمان سے بے بہرہ ہے۔

کفر کی وجہ سے سارے نسبتی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسی لیے کافر نہ مومن سے نکاح کرسکے اور نہ مومن کی میراث پائے اور نہ مومنوں کے قبرستان میں دفن ہو۔ جب کافر اولاد کو مومن باپ کی میراث نہیں مل سکتی تو کافر کو نسبی شرافت وعزت کیسے مل سکتی ہے۔ (الکلام المقبول صفحہ ۱۷)

یہ تمام فضائل وانعامات واکرامات سُنّی صحیح العقیدہ سادات کے لیے ہیں۔ جو گستاخ وباطل فرقوں سے جاکر ملے، انہوں نے ساری بھلائی کھودی۔ بدعمل اور بد عقیدہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ بدعملی سے نسب میں فرق نہیں آئے گا لیکن بد

عقیدگی سے ایمان ہی ختم ہو جاتا ہے، تو نسب تو بعد کی چیز ہے۔

سنّی سادات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ تمام خاندانوں سے افضل و اعلیٰ ہیں، وہ اُمت مسلمہ کے سردار ہیں۔ اب سرداروں کو چاہیے کہ اپنے نانا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و پیروی کو حرز جان بنالیں، شریعت پاک کی پابندی، سنتوں کو اپنائیں، تمام بُرے کاموں، غیر شرعی افعال سے اور بدعات سے اجتناب اختیار کریں، دین کی خدمت اپنا شعار بنالیں۔ اپنی خواتین کو صحیح معنوں میں مستورات بنائیں، پردہ کی سختی سے پابندی فرمائیں اپنی بچیوں (صاحبزادیوں شہزادیوں) کو فقط سادات میں ہی بیاہیں غیر میں ہیں۔ ہاشمی حمیت کو بیدار فرمائیں۔ انہیں سورہ نور مع ترجمہ و تفسیر کی تعلیم دین، فقیر کی کتاب ''مسلمان عورت'' برائے مطالعہ اپنے پاس رکھیں۔ انہیں بے حیائی اور دعوت نظارہ سے باز رکھیں۔ تعریف کا یہ مقصد نہیں کہ ہمیں کھلی چھٹی مل گئی جو چاہے کرتے ہیں ہمارے لیے کوئی قانون نہیں، ایسا نہیں ہے۔

محترم سادات کرام! اپنی ذات اور اہل خانہ کو امت مسلمہ کے لیے ایک نمونہ بنائیں، خود سنت نبوی کا پیکر بن کر امت کی رہبری ورہنمائی کے فرائض انجام دیں ورنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاتون جنت وغیرہ اہل بیت کرام کی ناراضگی مول لینا اچھا عمل نہیں۔ بڑوں کی نافرمانی بے ادبی ہے۔

''آخری بات'' کو سلطان العارفین حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری سہروردی اُچوی نَوّر اللہ مرقدہ (متوفی ۷۸۵ھ) کی بات پر ختم کرتا ہوں، انہوں نے ''خزانہ جلالی'' میں فرمایا ہے:

نیکیوں اور بدیوں میں شرف مکان، شرف زمان اور شرفِ نفس کا بھی اعتبار ہے۔ مکان جیسے مکہ مکرمہ کو اس میں ایک نیکی سو ہزار (ایک لاکھ) نیکیوں کا ثواب رکھتی

ہے اور ایک بدی سو ہزار بدیوں کے برابر ہوتی ہے اور شرفِ زماں جیسے ماہ رجب اور روز جمعہ کہ ایسے زمانہ میں ایک نیکی ستر نیکیوں کی مورث ہے اور ایک بدی ستر بدیوں کے عذاب کی موجب اور شرف نفس جیسے فاطمی سید اور علماء کہ اگر یہ ایک نیکی کریں تو دوسروں کے مقابلے میں دو گناہ ثواب حاصل کریں اور اگر ایک گناہ کریں تو دوسروں سے بڑھ کر عذاب میں مبتلا ہوں"۔

ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سید اگر عالم بھی ہو تو اس کو فرمانبرداری اور نافرمانی میں ثواب اور عذاب کا حصہ دوگنے سے بھی زیادہ ہے۔ (سبع سنابل صفحہ ۹۲)

اللہ کرے میری التماس سے سادات کرام میں عمل کی تحریک پیدا ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

غوث کی کر دے نیاز

ازصوفی جمیل الرحمٰن خان قادری علیہ الرحمۃ

ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف منعقد کرنا باعث خیر و برکت ہے۔ مشائخ طریقت کا احسن طریقہ ہے۔ گھر گھر اپنایئے!

رکھتا ہے جو غوث اعظم سے نیاز
ہوتا ہے خوش اس سے مولیٰ بے نیاز
ہوں گی آسان ساری تیری مشکلیں
صدق دل سے غوث کی کر دے نیاز
ہے فضیلت گیارہوں تاریخ میں
اس لیے افضل ہے اس میں دے نیاز
ساز و سامان کی نہیں تخصیص کچھ
جو میسر ہو اُسی پر دے نیاز
ہاں ادب تعظیم لازم ہے ضرور
بے ادب ہرگز نہ یہ کھائے نیاز
ہیں جو بد مذہب وہاب رافضی
ہے حرام ان کو اگر کھائے نیاز
کاندوی بھی بے ادب گمراہ ہے
ہے حرام اس کو اگر کچھ دے نیاز
اے ''جمیل'' قادری ہشیار باش
عمر بھر چھوٹے نہ یہ تجھ سے نیاز

❁ ❁ ❁

☆☆☆بزبان اردو☆☆☆

۱۔انوار امام اعظم حنیفہ (۲۵ مقالات پر مشتمل مجموعہ) مکتبہ امام غزالی کراچی 2003ء

۲۔انوار علماء اہل سنت (سندھ) (۳۰۰ سے زائد علماء سندھ کے حالات وخدمات) زاویہ پبلشرز لاہور

۳۔شہباز ولایت (حضرت لعل شہباز قلندر) السادات اکیڈمی لاڑکانہ ۱۹۹۸ء طبع دوم 2005

۴۔قاسم ولایت (حضرت خواجہ مشوری سرکار) درگاہ مشوری شریف ۱۹۹۹ء

۵۔آفتاب ولایت (حضرت پیر سائیں روزے دھنی) السادات اکیڈمی کراچی 2005

۶۔شاہکار ولایت (حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی احوال وافکار)

۷۔انوار ولایت (پیر سائیں پٹ دھنی، تجر دھنی، جھنڈے دھنی) عرف مشائخ راشدیہ

۸۔حیات امام اہل سنت (حضرت امام مشوری سرکار مطبوعہ ۱۹۹۰ء)

۹۔شہباز خطابت (تذکرہ مولانا بلبل سندھ)

۱۰۔سندھ کے دو مسلک (اہل سنت اور وہابیت ایک جائزہ) ادارہ پیغام رضا کراچی، حیدرآباد ۱۹۹۵ء

۱۱۔مسلمان عورت (پردہ عورت ودیگر ضروری مسائل) رضا اکیڈمی لاہور ۲۰۰۰ء

۱۲۔اسلام اور جہاد۔ سبزوار پبلشرز کراچی ۲۰۰۱ء

۱۳۔مسلمانو! نیک اور ایک ہو جاؤ (عصبیت ونفرت کا آپریشن) پیغام رضا کراچی ۱۹۹۶ء

۱۴۔جماعت اسلامی صحافت کی نظر میں (تیس سالہ اخباری کٹنگ اور مضامین کے آئینہ میں مودودی کا مطالعہ) مطبوعہ تحریک اتحاد اہل سنت کراچی ۲۰۰۲ء

۱۵۔قصیدہ بردہ اور علماء سندھ

۱۶۔قصیدہ غوثیہ اور علماء سندھ

۱۷۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور علمائے سندھ بشمولہ ماہنامہ آثار آزاد کشمیر

۱۸۔زین الوظائف

۱۹۔مقالات راشدی

۲۰۔زین البر شرح حزب البحر

۲۱۔زین الحسنات فی نفی واثبات

۲۲۔ زین البرکات فی مناقب اہل بیت　　۲۳۔ حقانیت اسلام

۲۴۔ زین الاصفیاء فی دیدار مصطفےٰ　　۲۵۔ انوار رمضان المبارک

۲۶۔ شرح اسماء اللہ الحسنٰی　　۱۷۔ مرنے کے بعد زندگی

۲۸۔ عقیدت کے پھول (انتخاب کلام)

۲۹۔ برصغیر کی مذہبی تحریکیں (ایک ہزار سالہ تاریخ)

۳۰۔ اسلام اور سیاست (اسلام کا نظام حکومت)　　۳۱۔ ناکام سیاستدان

۳۲۔ اصلی کون؟ (اتحاد بین المسلمین کا داعی)

۳۳۔ تحریک بالاکوٹ تاریخ کی نظر میں (تحریک متعلق تحقیقی مقالات کا مجموعہ)

۳۴۔ آئینہ حقیقت (اسلام اور شیعیت)

۳۵۔ فرقہ مسعودیہ کے امیر کے کرتوت (طبع دوم جماعت اہل سنت کراچی 2005)

۳۶۔ محرم اور اس کے تقاضے (بزم مصطفیٰ گلزار ہجری کراچی 2005)

۳۷۔ زین العرفان (متصوف ۷ امضامین کا مجموعہ)

۳۸۔ ڈھونڈ چراغ لے کر　　۳۹۔ کیوں چلیں وہ راہ جو ناپاک ہو!

۴۰۔ انصاف (جیلانی چاند پوری کا)　　۴۱۔ مجاہد اسلام (پیر صبغت اللہ شہید)

۴۲۔ ایمان غیرت اور حیاء و شرم　　۴۳۔ لباس کیسا ہونا چاہیے؟

۴۴۔ نورانی انٹرویوز　　۴۵۔ صراط الطالبین

☆☆☆ سندھی تصانیف، تحریری کتب ☆☆☆

۴۶۔ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۴۷۔ پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۴۸۔ ختم نبوت کی شرعی حیثیت (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۴۹۔ انوار مصطفیٰ ﷺ (سیرت طیبہ)

۵۰۔ قرآنی عقیدہ (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)　　۵۱۔ تفسیر آیۃ الکرسی

۵۲۔ سیدنا صدیق اکبر کا مسلک مبارک (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۵۳۔روشن صبح (حضرت امام حسین اور رد شیعیت) السادات اکیڈمی لاڑکانہ 2000ء

۵۴۔سوانح امام المسلمین (امام اعظم ابوحنیفہ) السادات اکیڈمی لاڑکانہ 2001ء

۵۵۔شہنشاہ ولایت (انوارِ غوث اعظم)

۵۶۔رفع یدین آخر کیوں؟ (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۵۷۔قلم جو بادشاہ (انجمن پیغام رضا حیدرآباد)

۵۸۔زین الایمان (رد غیر مقلدین) ۵۹۔زین الواعظین

۶۰۔اقیمو الصلوٰۃ

۶۱۔حضرت پیر صاحب بیعت دھنی کا مسلک مبارک مطبوعہ درگاہ مشوری شریف

۶۲۔اہل سنت اور حب اہل بیت (السادات اکیڈمی)

۶۳۔اہل سنت اور اہل جنت

۶۴۔سندھ میں اہل سنت اور اہل شیعیت ایک جائزہ (السادات اکیڈمی لاڑکانہ)

۶۵۔میلاد شریف پر عربی میں تحریر کردہ کتابوں کا تعارف

۶۶۔امروٹی جو اصلی روپ (مولوی تاج محمد امروٹی دیوبندی) دار العلوم نعیمیہ دستگیر کراچی

۶۷۔تفسیر تنویر الایمان کا مصنف کون؟ ۶۸۔دینی مدارس کی اہمیت

۶۹۔حضرت سید صبغت اللہ شاہ اول اور سید احمد رائے بریلوی

۷۰۔ادب کی آڑ میں گستاخی (غلام ربانی کی ایک تحریر کا جائزہ)

۷۱۔عبیداللہ سندھی اپنے آئینہ میں ۷۲۔امام مشوری علیہ الرحمہ کی اخباری تقریریں

۷۳۔زین النعت (سندھی نعتیہ شاعری کا انتخاب)

۷۴۔مون تان مھر نظر پرین لاھ نہ پنھنجو (علم غیب نبوی)

۷۵۔وکر سو وھاء جو پٺي پراٹو نہ تٿي

۷۶۔پکارو یا رسول اللہ (ردیف یا رسول اللہ ہر سندھی نعتیہ شاعری کا مجموعہ)

بیس سال مطالعہ کا نچوڑ

انوار مُصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(سندھی)

پیر طریقت، زینت اہل سنت، فخر سادات حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

ناشر

ادارہ زین الاسلام

تبرکات
مفتی اعظم پاکستان

ازافادات

مفتی اعظم پاکستان استاذالعلماء علامہ مفتی محمد صاحبداد خان

''ناصح'' جمالی قادری علیہ الرحمہ (۱۹۶۵ء)

تحقیق

پیر طریقت، زینت اہل سنت، فخر سادات، حضرت علامہ مولانا

صاجزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی

باھتمام

پروفیسر مولانا محمد آصف خان علیمی قادری

ناشر

مکتبہ علیمیہ

۱۱۷/۲۵ محمدی کالونی، سی ون ایریا لیاقت آباد کراچی

انوارِ علمائے اہل سنت "سندھ"

تحقیق وتصنیف: صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی۔ ایم۔اے

تبصرہ نگار حضرات: پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد۔ مولانا عبدالحکیم شرف قادری۔

خواجہ رضی حیدر۔ پروفیسر انوار احمد زئی۔ پروفیسر شاہ انجم بخاری وغیرہ

سندھ کے مرحوم علمائے اہل سنت کے حالات زندگی مع خدمات جلیلہ جمع کرنے میں دس سال کا عرصہ طویل اور زرِ کثیر صرف ہوا۔ حصول مواد کے سلسلہ میں اندرون سندھ کا دورہ کیا گیا اور دیہات گوٹھوں وشہروں سے مسلسل رابطے وکوشش کے سبب وہ مواد حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے، جواب تک آنکھوں سے اوجھل تھا اور کسی کے قلم کی نوک پر نہیں آیا تھا۔

علماء اہل سنت کی عظیم وتابناک تاریخ کو "انوار علمائے اہل سنت" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اب تک ۳۰۰ (تین سو) سے زائد علماء کرام پر کام ہو چکا ہے۔ جس میں سے پچاس علماء کا تعلق کراچی سے ہے۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

مزید حصہ دوئم کا کام جاری ہے۔ حصول مواد کے سلسلہ میں مزید تلاش وجستجو جاری ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری مدد فرمائیں جن تک ہم نہ پہنچ سکے ہیں ان کے متوسلین فوری رابطہ فرمائیں۔

قارئین سے گزارش کی جارہی ہے کہ اپنے علاقہ کے علماء کے حالات بجھوا کر اس عظیم تاریخی کتاب میں اپنے علاقہ کی نمائندگی فرمائیں۔

امید کی جاتی ہے کہ آپ دینی ذمہ داری کا ضرور احساس کریں گے۔

برائے رابطہ۔ **ادارہ زین الاسلام حیدر آباد**

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ کُمُ الْبَحْرَ (الجاثیہ:۱۲)

زینُ البرِّ شرحِ حِزبُ الُبحر

از افادات

قطب کبیر حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی سید علی حسنی مصری

قدس سرہ العزیز (۶۵۶ھ)

شارح

پیر طریقت، زینت اہل سنت حضرت علامہ مولانا

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی قادری

مدظلہ العالی

باھتمام

حاجی محمد عبدالرزاق سہروردی قادری

ناشر

ادارہ زین الاسلام حیدرآباد سندھ

شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

انوار رمضان المبارک

مصنف

پیر طریقت، زینت اہل سنت حضرت علامہ مولانا
صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی قادری مدظلہ العالی

باہتمام

حاجی محمد عبدالرزاق سہروردی قادری

ناشر

ادارہ: زین الاسلام، حیدرآباد سندھ

دل میں سرکار کی چاہت کے دیے روشن کر
چاک ہوجائے گا تیرا شہی کا دامن

زین الاصفیاء فی دیدار مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر

حضرت علامہ صاحبزادہ سید
محمد زین العابدین شاہ راشدی
دامت برکاتہم العالیہ

باہتمام

حاجی محمد عبدالرزاق سہروردی قادری

ناشر

ادارہ زین الاسلام
آستانہ قادریہ، شاہی بازار، ایڈوانی لین، حیدرآباد

خواتین کیلئے استخارہ
حضرت علامہ صاحبزادہ
سید محمد زین العابدین شاہ راشدی
مدظلہ العالی
ہر انگریزی مہینے کی دوسری جمعرات
اور دوسرا جمعہ، (یعنی دو روز) حیدرآباد کو دیتے ہیں
حضرت قبلہ اپنے ہر ماہ کے دورے کی جمعرات اور جمعہ کو بعد
نماز عصر تا مغرب آستانہ قادریہ، ایڈوانی لین، شاہی
بازار، حیدرآباد۔ میں خواتین کے مسائل سنتے، استخارہ
فرماتے اور علاج تجویز کرتے ہیں۔
جمعہ کے روز بعد نماز مغرب تا عشاء
محفل نعت کا انعقاد کیا جاتا ہے۔